REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R.N. 61/57.

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ   نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ   وَعَلٰی عَبْدِہِ الْمَسِیْحِ الْمَوْعُوْدِ

POSTAL REGISTRATION NO. P/GDP/23.

جلد ۴۲   شمارہ ۲۷

وَلَقَدْ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّۃٌ

ہفت روزہ بدر قادیان

ایڈیٹر:- منیر احمد خادم

نائبین:- قریشی محمد فضل اللہ، محمد نسیم خان۔

شرحِ چندہ
سالانہ ۱۰۰ روپے
ممالکِ بیرون:-
بذریعہ ہوائی ڈاک:- ۲۰ پاؤنڈ یا ۴۰ ڈالر امریکن
بذریعہ بحری ڈاک:- دس پاؤنڈ یا ۲۰ ڈالر امریکن

THE WEEKLY "BADR" QADIAN-143516

ہفت روزہ بدر قادیان - ۲/۷/۱۹۹۳

۳۰ ذوالحجہ ۱۴۱۳ ہجری   ۲ وفا ۱۳۷۲ ہش   ۲ جولائی ۱۹۹۳ء

اخبارِ احمدیہ

بفضلہٖ تعالیٰ سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز لندن میں بخیریت ہیں۔ الحمد للہ۔

احبابِ کرام پیارے آقا کی صحت و سلامتی، درازیٔ عمر، مقاصدِ عالیہ میں معجزانہ فائز المرامی اور خصوصی حفاظت کے لئے دردِ دل سے دعائیں جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر رہے اور روح القدس سے آپ کی تائید و نصرت فرمائے۔ آمین۔

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے سایہ میں پرورش پانا

ایک ادنیٰ انسان کو مسیح بنا سکتا ہے!

ارشادِ باری تعالیٰ:

قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ وَیَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ ؕ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝ (آل عمران: آیت ۳۲)

ترجمہ:- تو کہہ کہ (اے لوگو!) اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو (اس صورت میں) وہ بھی تم سے محبت کرے گا اور تمہارے قصور تمہیں بخش دے گا۔ اور اللہ بہت بخشنے والا اور بار بار رحم کرنے والا ہے۔

فرمانِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم:

اَنَّ اَعْرَابِیًّا قَالَ لِرَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَتَی السَّاعَۃُ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ "مَا اَعْدَدْتَ لَھَا؟" قَالَ: حُبُّ اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ۔ قَالَ: "اَنْتَ مَعَ مَنْ اَحْبَبْتَ۔" (بخاری)

ایک اعرابی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا، "قیامت کب آئے گی؟" حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "تو نے اس کے لئے کیا تیاری کر رکھی ہے؟" اس نے عرض کیا: اللہ اور اس کے رسول کی محبت۔ حضورؐ نے فرمایا: "تو اسی کے ساتھ ہوگا جس سے تجھے محبت ہے۔"

حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

(۱) - "وہ مبارک نبی حضرت خاتم الانبیاء امام الاصفیاء ختم المرسلین فخر النبیین جناب محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اے پیارے خدا! اس پیارے نبی پر وہ رحمت اور درود بھیج جو ابتداء دنیا سے تو نے کسی پر نہ بھیجا ہو۔ اگر یہ عظیم الشان نبی دنیا میں نہ آتا تو پھر جس قدر چھوٹے چھوٹے نبی دنیا میں آئے جیسا کہ یونسؑ اور ایوبؑ اور مسیح ابن مریمؑ اور ملاکیؑ اور یحییٰؑ اور زکریاؑ وغیرہ ان کی سچائی پر ہمارے پاس کوئی بھی دلیل نہ تھی۔ اگرچہ سب مقرب اور وجیہہ اور خدا تعالیٰ کے پیارے تھے۔ یہ اسی نبی کا احسان ہے کہ یہ لوگ بھی دنیا میں سچے سمجھے گئے۔" (اتمام الحجۃ)

(۲) - "وہ خاتم الانبیاء بنے مگر ان معنوں سے نہیں کہ آئندہ اس سے کوئی روحانی فیض نہیں ملے گا۔ بلکہ ان معنوں سے کہ وہ صاحبِ خاتم ہے۔ بجز اس کی مہر کے کوئی فیض کسی کو نہیں پہنچ سکتا اور اس کی امت کے لئے قیامت تک مکالمہ اور مخاطبہ الٰہیہ کا دروازہ بند نہ ہوگا۔ اور بجز اس کے **کوئی نبی صاحبِ خاتم نہیں**۔ ایک وہی ہے جس کی مہر سے **ایسی نبوت بھی مل سکتی ہے** جس کے لئے امتی ہونا لازمی ہے۔" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۲۷-۲۸)

(۳) - "اے نادانو! اور آنکھوں کے اندھو! ہمارے **نبی صلی اللہ علیہ وسلم** اور ہمارے سید و مولیٰ (اس پر ہزار سلام) اپنے افاضہ کی رو سے تمام انبیاء سے سبقت لے گئے ہیں۔ کیونکہ گذشتہ نبیوں کا افاضہ ایک حد تک آکر ختم ہو گیا۔ اور اب وہ قومیں اور وہ مذہب مردے ہیں کوئی ان میں زندگی نہیں۔ مگر **آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا روحانی فیضان قیامت تک جاری ہے**۔ اس لئے باوجود آپؐ کے اس فیضان کے اس امت کے لئے ضروری نہیں کہ کوئی مسیح باہر سے آوے۔ بلکہ آپؐ کے سایہ میں پرورش پانا ایک ادنیٰ انسان کو مسیح بنا سکتا ہے۔ جیسا کہ اس نے اس عاجز کو بنایا ہے۔" (چشمۂ مسیحی)

○

محترمہ سیدہ امۃ القدوس بیگم صاحبہ
بیگم محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب
ناظر اعلیٰ قادیان کے متعلق

خصوصی درخواستِ دعا

قادیان ۲۴ جون: الحمد للہ کہ محترمہ سیدہ امۃ القدوس بیگم صاحبہ کی آنکھ کا کامیاب آپریشن مورخہ ۲۳ جون کو حیدر آباد میں ہو گیا ہے اور کورنیا لگا دیا گیا ہے۔ بذریعہ فون حیدر آباد سے اطلاع دیتے ہوئے محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے محترمہ موصوفہ کی کامل صحت یابی، ہر پہلو سے آپریشن کے کامیاب ہونے اور مکمل بینائی کے لئے احبابِ جماعت کی خدمت میں عاجزانہ دعا کی درخواست کی ہے۔

(ادارہ)

درخواستِ دعا

محترم شیخ عبدالحمید صاحب عاجز سابق ناظر جائیداد و تعلیم ہائی بلڈ پریشر و بندش پیشاب کے باعث مورخہ ۲۴/۶ کو امرتسر ہسپتال میں داخل ہوئے اگلے روز بندشِ پیشاب کا علاج سائنٹفک طریق سے کیا گیا۔ اگرچہ تکلیف ابھی باقی ہے تاہم پہلے سے افاقہ ہے۔ بلڈ پریشر بھی پہلے سے ٹھیک ہے۔ کمزوری بہت ہے۔ ڈاکٹر علاج پر مطمئن ہیں۔ محترم عاجز صاحب موصوف کی شفائے کاملہ عاجلہ کے لئے خصوصی درخواستِ دعا ہے۔

(ادارہ)

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔ اے۔ پرنٹر و پبلشر نے فضلِ عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر: نگران بورڈ بدر قادیان۔

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ
ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۲؍وفاء ۱۳۷۱ ہش

دیوبندی مُلّاں ـــ اور جھُوٹ کی غلاظت

لَعْنَۃُ اللّٰہِ عَلَی الْکَاذِبِیْنَ

جب سے سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سرزمین ہند میں تشریف لائے ہیں اور جہاں حضور کی آمد کی برکتیں پورے ہند کو اپنی لپیٹ میں لینے کے لئے بیتاب ہیں وہاں جھوٹ اور گندی گالیوں کی نجاست سے لت پت کچھ مُلّاؤں اور ان کے ہمنواؤں نے اپنی عادت کے مطابق کذب بیانیوں، شوخیوں اور گندی گالیوں کا سلسلہ کچھ تیز کر دیا ہے۔ پہلے تو ہم نے سوچا کہ یہ ان کا کام ہے انہیں کرنے دیا جائے کیونکہ یہ تمام اعتراضاتِ باطلہ جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کے متعلق گندی گالیوں میں لپیٹے ہوئے کئے جاتے ہیں گزشتہ سَو سال سے ان کے نہایت مدلل اور مُسکت جواب بارہا دیئے جا چکے ہیں۔ باوجود اس کے ان مُلّاؤں کی طرف سے عوام الناس کو گمراہ کرنے اور حصُولِ رزق کی خاطر بار بار ان اعتراضات کو پیش کیا جا رہا ہے۔

بعض احباب نے ہمیں توجہ دلائی ہے کہ اعتراضات کا یہ سلسلہ چونکہ اب پھر تیز ہو رہا ہے اور بعض متعصب اخبارات میں اس سلسلہ میں پھر لکھا جا رہا ہے لہٰذا اس کے متعلق قلم اٹھائی جانی چاہیئے۔ چنانچہ ہم نو احمدی احباب اور نئی نسل کے اضافۂ علم و ایمان کی خاطر انشاء اللہ بدر کے صفحات میں اب پھر ان اعتراضات کے جواب شائع کرنے کا پروگرام بنا رہے ہیں جو کہ ان دُشنام طراز مُلّاؤں کی طرف سے حسد، جلن اور جھُوٹ کے فروغ کی خاطر پیش کئے جا رہے ہیں۔

یہ ایک واضح حقیقت ہے کہ یہ مُلّاں جتنا چاہیں زور لگالیں، اپنے لعنتی منصوبوں میں کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔ آج سے سَو سال قبل ہندوستان سے احمدیت کا آغاز ہُوا تھا۔ آج بفضلہ تعالیٰ دنیا کے ایک صد چھبیس (۱۲۶) ممالک میں احمدیت پھیل چکی ہے۔ اگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر فتوئ کفر لگا کر انہوں نے اپنی مساجد میں داخل ہونے سے روک دیا تھا تو آج دُنیا بھر میں احمدیہ مساجد کو گِننا مشکل ہے۔ جہاں ہر مسلمان (بلا امتیاز فرقہ) نماز ادا کر سکتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہزارہا غیر احمدی مسلمان احمدیہ مساجد میں نمازیں ادا کرتے ہیں۔ جس قدر خدمتِ قرآن اور خدمتِ اسلام کا فریضہ جماعت احمدیہ نے باوجود قلتِ مال و تعداد کے سرانجام دیا ہے اس کی سعادت بڑی بڑی اسلامی حکومتوں کو بھی حاصل نہیں۔ محض حسد اور جلن سے کہا جاتا ہے کہ یہ تمام رقوم احمدیوں کو اسرائیل سے حاصل ہو رہی ہیں۔ کبھی کہا جاتا ہے کہ انگریزوں سے مِل رہی ہیں۔ حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ اِسرائیل میں تبلیغِ اسلام کی سعادت صرف اور صرف جماعتِ احمدیہ کو ہی حاصل ہے اور انگریزوں کے ملک میں بیٹھ کر انہیں اسلام کی محبت بھری تعلیم سے آگاہ کرنے کا کام بھی صرف اور صرف جماعت احمدیہ نے کیا ہے۔ جماعتِ احمدیہ ہی ہے جو انگریزوں کیا تمام عیسائیوں کے سامنے بہانگِ دُہل اعلان کر رہی ہے کہ اُن کا مصنوعی خُدا (یعنی حضرت عیسٰی علیہ الصلوٰۃ والسلام) فوت ہو چکا ہے۔ لیکن تم لوگ قرآن و حدیث کی نافرمانی کرتے ہوئے حضرت عیسٰی علیہ السلام کو آسمان پر بٹھا کر اس کا نتیجہ یہ بھگت رہے ہو کہ اکثر پڑھے لکھے مسلم نوجوان عیسائیت کی طرف رُخ کر چکے ہیں۔ باوجود اس کے نہایت بےشرمی اور ڈھٹائی سے کہتے ہو کہ احمدی عیسائیوں اور انگریزوں کے پِٹھو ہیں۔ عقل کے اندھو! کیا عقیدے میں حمایتی پِٹھو ہو سکتے ہیں یا کسی کے عقیدے کی مخالفت کرنے والے اور وہ بھی ایسی مخالفت کہ کسی کے بنیادی عقیدہ پر ہی تبر رکھ دیا جائے۔ پاکستانی حکومت نے جب اپنے رسوائے زمانہ فیصلہ کے ذریعہ احمدیوں کو غیر مسلم قرار دیا تو کیا اس وقت عیسائیوں نے بھی تمہارے ساتھ مِل کر خوشیاں نہیں منائی تھیں۔ دیگیں نہیں چڑھائی تھیں۔ اور تمہاری تعریفوں کے پُل باندھ کر یہ نہیں کہا تھا کہ نہایت حسین فیصلہ ہُوا ہے۔ اب احمدی، مسلمانوں کی نمائندگی کرتے ہوئے ہمارے مصنوعی خدا کو فوت شدہ ثابت نہیں کر سکیں گے۔

اَے مخالفینِ احمدیت! یاد رکھو کہ یہ باتیں بھی سراسر جھُوٹ اور بہتان ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے نعوذ باللہ من ذٰلک

- خدا ہونے کا دعویٰ کیا
- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر ڈاکہ ڈالا۔
- اہلِ بیت کی توہین کی۔
- صحابہ رضؓ کی عزت و تکریم نہیں کی۔
- آپ کا کلمہ۔ نماز اور دُرود شریف مُسلمانوں کے مروّجہ کلمہ۔ نماز اور درود شریف سے الگ ہے۔ وغیرہ، وغیرہ۔

اِسی طرح آپؑ کی سیرتِ طیبہ پر جو گھناؤنے الزامات آپ لوگوں کی طرف سے لگائے جاتے ہیں، ان کی بھی سرے سے کچھ حقیقت نہیں۔ یہ الزامات تو بالکل ایسے ہی ہیں جیسے نعوذ باللہ من ذٰلک بعض متعصب آریہ اور عیسائی سرورِ کائنات فخرِ موجودات سید المعصومین حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم پر الزام تراشی کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ آپ شہوت پرست تھے۔ اپنی پھوپھی زاد بہن زینبؓ سے عشق ہو گیا تھا۔ خود شادی کرنے کے لئے ان کو اپنے آزاد کردہ غُلام سے طلاق دِلوائی۔ اِدھر یہ مولوی کہتے ہیں نعوذ باللہ من ذٰلک حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو محمدی بیگم سے عشق ہو گیا تھا اِس لئے اس سے شادی کرنی چاہی۔ اِسی طرح سینکڑوں الزامات جن کا نہ کوئی سر ہے نہ پَیر، نہایت گندی زبان استعمال کرتے ہوئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذاتِ بابرکات پر لگائے جاتے ہیں۔ ابتدائے آفرینش سے مخالفین کی اسی طرز کو قرآنِ مجید نے یوں بیان فرمایا ہے: یٰحَسْرَۃً عَلَی الْعِبَادِ مَا یَاْتِیْہِمْ مِّنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا کَانُوْا بِہٖ یَسْتَہْزِءُوْنَ (یٰسٓ: ۳۱) ہائے افسوس (انکار کی طرف مائل) بندوں پر کہ جب کبھی بھی ان کے پاس کوئی رسُول آتا ہے وہ اس کو حقارت کی نگاہ سے دیکھنے لگ جاتے ہیں۔ (اور تمسخر کرنے لگتے ہیں)۔ یہ نہیں کہ اس تمسخر اور حقارت آمیز کلمات سے احمدیوں کا دِل نہیں دُکھتا، یقیناً دِل دُکھتا ہے۔ اور سینہ چھلنی ہوتا ہے۔ لیکن ہمیں تو یہی تعلیم ہے ؎

گالیاں سُن کر دُعا دو، پا کے دُکھ آرام دو!
کِبر کی عادت جو دیکھو تم دِکھاؤ اِنکسار

(باقی صلا پر)

دیوبندیوں کے متعلق

★ علماء حرمین شریفین ★ علماء بریلی ★ اور علماء اہلِ سُنّت کے فتوے

(۱) ـ علماء حرمین شریفین کا فتویٰ دیوبندی اور اُن جیسے علماء کے متعلق یوں ہے:ـ

"یہ سب کے سب مرتد ہیں باجماعِ اُمّت اسلام سے خارج ہیں۔ یے دینی و بدمذہبی کے خبیث سردار، ہر خبیث اور مفسد اور ہر ہٹ دھرم سے بدتر، فاجر جو اپنی گمراہی کے سبب، قریب ہے کہ سب کافروں سے کمینہ تر کافروں میں ہوں....... عالموں، فقیروں اور نیکوں کی وضع پہنتے ہیں اور باطن ان کا خیانتوں سے بھرا ہُوا ہے۔"

(حسام الحرمین علی منحر الکفر المبین ص۳۳ تا ص۷۶ مصنفہ مولانا احمد رضا خان صاحب مطبوعہ مطبع اہلِ سُنّت والجماعت واقع بریلی)

(۲) ـ **علماء بریلی کا فتویٰ:ـ**

"یہ قطعاً کافر اور مرتد ہیں۔ اور ان کا ارتداد کفر سخت اشد درجہ تک پہنچ چکا ہے۔ ایسا کہ جو ان مرتدوں اور کافروں کے ارتداد و کفر میں ذرا بھی شک کرے وہ بھی انہی جیسا کافر و مرتد ہے۔"

(پوسٹر علمائے بریلی بحوالہ روزنامہ آفاق ۱۸؍نومبر ۱۹۵۲ء)

(۳) ـ اسی طرح **علماء اہلِ سُنّت** کا درج ذیل فتویٰ بھی ملاحظہ فرمائیں:ـ

"اِس زمانہ میں اِسلام کو جتنا نقصان صرف وہابیہ دیوبندیہ کے ایک گروہ نے پہنچایا ہے تمام باطل فرقے مجموعی طور پر اتنا نقصان نہیں پہنچا سکے...... اِسلام سے علیحدہ ہو جانے کے بعد بھی یہ فرقہ اپنے آپ کو سُنّی حنفی کے نام سے ظاہر کر رہا ہے۔ اور ناواقف سُنّی حنفی بھائی اس وجہ سے دھوکہ کھا جاتے ہیں۔ اور بنا بر خیالی سمجھ کر خلا ملا رکھنے کی وجہ سے ان کے دامِ فریب میں پھنس جاتے ہیں۔"

(اشتہار محمد ابراہیم بھاگلپوری مطبوعہ برقی پریس لکھنؤ)

خلاصہ خطبہ جمعہ

دیانتداری اور تقویٰ کے ساتھ اپنی اصلاح بھی کریں اور اپنے ماحول کی اور غیروں کی اصلاح بھی کریں

تمام دنیا میں جماعتیں اس غرض سے اصلاحی کمیٹیاں قائم کریں جو بیماریوں کی پیش بندیاں کرنے والی ہوں

تبلیغ کے جہاد کا معیار تربیت کے جہاد کے معیار سے متعلق ہے۔ جتنا تربیت کا جہاد بلند ہوگا اتنا ہی تبلیغ کا۔

از سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ یکم ہجرت (مئی) ۱۳۷۱ ہش ۱۹۹۲ء بمقام مسجد فضل لندن

نوٹ:۔ مکرم منیر احمد صاحب جاوید کا مرتب کردہ درج ذیل خطبہ جمعہ ادارہ بدر کلیۃً اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے۔ (ادارہ)

تشہد و تعوذ اور سورۃ الفاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے سورۃ ہود کی درج ذیل آیات کی تلاوت فرمائی۔

وَمَا كَانَ رَبُّكَ لِيُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَّاَهْلُهَا مُصْلِحُوْنَ ۝ وَلَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلَا يَزَالُوْنَ مُخْتَلِفِيْنَ ۝ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ رَبُّكَ وَلِذٰلِكَ خَلَقَهُمْ وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ۝ وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهٖ فُؤَادَكَ وَجَآءَكَ فِيْ هٰذِهِ الْحَقُّ وَمَوْعِظَةٌ وَّذِكْرٰى لِلْمُؤْمِنِيْنَ ۝

(سورۃ ہود آیت ۱۱۸ تا ۱۲۱)

اور پھر حضور انور نے فرمایا:۔

جن آیات کریمہ کی دو جمعہ پہلے تلاوت کی گئی تھی انہی کا مضمون جاری ہے۔ آج جس آیت سے میں نے یہ مضمون شروع کیا ہے وہ ہے وَمَا كَانَ رَبُّكَ لِيُهْلِكَ الْقُرٰى بِظُلْمٍ وَّاَهْلُهَا مُصْلِحُوْنَ ۝ کہ خدا تعالیٰ ہرگز ایسا نہیں کرتا کہ کسی بستی والوں کو بِظُلْمٍ، ظلم کی رو سے ہلاک کر دے وَاَهْلُهَا مُصْلِحُوْنَ ۝ جبکہ اس کے رہنے والے اصلاح میں مصروف ہوں۔ اَهْلُهَا کا ایک معنی تو عام رہنے والے ہے یہ یہاں

اَهْلُهَا سے مراد

ہے: وہ جو بستی کا حق ادا کرنے والے لوگ ہیں جو اس بستی کے اہل ہیں اور وہ تھوڑی تعداد میں ہوا کرتے ہیں قرآن کریم کی کسی آیت پر اگر صحیح غور کرنا ہو تو اس کے سیاق و سباق کے ساتھ اس آیت کو دیکھا جائے تو پھر اصل مضمون ظاہر ہوتا ہے۔ یہ تمام آیات بتا رہی ہیں کہ بہت تھوڑے ہیں جو حق کو پانے والے ہیں۔ بہت تھوڑے ہیں جن کو نیکی کی توفیق ملتی ہے اور اکثر ایسے ہیں جو ضائع چلے جاتے ہیں۔ پس اَهْلُهَا سے ساری بستی کے اہل مراد نہیں ہیں بلکہ وہ جو بستی کے اہل کہلانے کا حق رکھتے ہیں اور انکی تعریف یہ ہے کہ وہ اصلاح میں مصروف رہتے ہیں۔

جہانتک خدا تعالیٰ کی طرف ظلم کے منسوب ہونے کا تعلق ہے یہ ظلم کے معانی کے اس طرح منافی ہے کہ یہ ناممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف ظلم منسوب ہو کیونکہ ظلم عدل کے فقدان کو کہتے ہیں اور اندھیروں کو کہتے ہیں ہر قسم کی تاریکی ظلم کے تابع ہے اور ہر قسم کی ناانصافی ظلم کے تابع ہے تو یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ وہ جو نور کا منبع ہو اور جس سے عدل کے میزان نکلیں، جو عدل کے سلیقے دنیا کو سکھائے، جس کی ساری کائنات عدل کی ایک جیتی جاگتی تصویر بنی رہے اس کی طرف ظلم منسوب ہو سکے اس لئے جب بھی قوموں کی ہلاکت کے فیصلے کئے جاتے ہیں تو لازماً اُن قوموں کی کمزوریوں کے نتیجہ ھیں، ان کی خرابیوں کے نتیجہ میں ہلاکت کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔ اور جن کو بچایا جاتا ہے ان کو بھی عدل کے پیمانوں سے نہیں بلکہ رحم کے پیمانوں سے بچایا جاتا ہے یہ وہ مضمون ہے جس کو خوب اچھی طرح سمجھنا چاہیئے۔

حضرت ابراہیم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے واقعہ میں جبکہ فرشتوں نے آپ کو حضرت لوطؑ کی قوم کی ہلاکت کی خبر دی خدا تعالیٰ سے آپ کی گفتگو اور مناجات کا ذکر ہے فرشتوں سے انہوں نے بحث کی اور مراد یہ تھی کہ خدا تعالیٰ تک یہ بات پہنچے اور اللہ تعالیٰ اپنے فیصلہ میں تبدیلی فرمائے۔ اس کا تفصیلی ذکر بائیبل میں ملتا ہے۔ بارہا پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کی یہ کوشش تھی کہ خدا تعالیٰ چند نیکوں کے بدلے ساری قوم کو معاف فرما دے۔ چنانچہ فرشتوں سے لمبی بحث چلی ہے یہاں تک کہ آخر پر آکر حضرت ابراہیمؑ نے یہ کہا کہ اچھا یہ بتاؤ کہ اگر وہاں دس نیک ہوں تو تب بھی خدا اُس قوم کو ہلاک کریگا تو فرشتوں نے کہا: دس نیک ہوں تب بھی ہلاک نہیں کرے گا۔ حضرت ابراہیمؑ نے پھر اپنا ہاتھ اٹھا لیا کہ ایسی بدنصیب قوم جہاں دس بھی نیک نہ ہوں اُن کے لئے اسقدر بحث کرنا اور مناجات کرنا بالکل بے فائدہ اور ناحق ہے۔ پس یہاں جہاں مُصْلِحُوْنَ کا ذکر ہے بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ ساری بستی اگر اصلاح کرنے والی ہو تو اس کو اللہ ہلاک نہیں کرتا۔ لیکن ہرگز یہ مراد نہیں ہے۔ بستی میں جو اہلیت رکھنے والے لوگ ہیں (اہل سے مراد باشندے ہیں مگر اہل کا ایک اور معنی بھی ہے کہ جو اہل کہلانے کے مستحق ہیں) وہ گنتی کے چند افراد ہوں وہ اگر کوشش میں معروف ہوں اور اُن کی اتنی تعداد ہو کہ اس کے نتیجہ میں قوم کی زندگی کے امکانات پیدا ہو جائیں تو جب تک ان کی کوشش کا نتیجہ نہیں نکلتا اسوقت تک اللہ تعالیٰ ان کو موقع دیتا چلا جاتا ہے اور اس حالت میں قوم کو ہلاک نہیں کرتا کہ مُصْلِحُوْنَ اپنی کوششوں میں معروف ہوں۔

پس اس آیت کو آپ دوبارہ دیکھیں تو آپ کو پتہ لگے گا کہ وَاَهْلُهَا مُصْلِحُوْنَ میں اصلاح کی ایک جاری کوشش کا ذکر ہے۔ وہ اصلاح میں معروف لوگ ہیں جو اپنے کام میں لگے چلے جاتے ہیں اور حتی المقدور کوشش کرتے چلے جاتے ہیں۔ جب تک ان کو پورا موقع عطا نہیں کر دیا جاتا۔ جب تک ان کی کوششوں کا آخری نتیجہ نہیں نکلتا اسوقت تک قوم کو ہلاک نہیں کیا جاتا اور آخری نتیجہ نکلنے کی دو صورتیں ہیں ایک تو یہ ہے کہ ان کی اصلاح کے نتیجہ میں کچھ لوگ اصلاح کے اثر کے نیچے اپنے آپ کو درست کرنے لگ جاتے ہیں۔ ان کے اعمال اچھے ہو جاتے ہیں خدا تعالیٰ کے فرمان کی اطاعت شروع کر دیتے ہیں۔ خواہ جزوی ہو خواہ کلی ہو نیکی کی بات کا نیک ردِ عمل دکھانا یہ نتیجہ ہے۔ ضروری

نہیں کہ وہ فوری طور پر ایمان لے آئیں ایمان لانے کا مسئلہ بعض دفعہ دیر میں طے ہوتا ہے اگر اصلاح کی طرف کوئی توجہ شروع کر دے تو بالآخر وہ لازماً ایمان پر منتج ہوتا ہے ایسا شخص جو نیک باتوں کا مثبت جواب دینے لگتا ہے، شرافت کے ساتھ اور تقویٰ کے ساتھ نیک نصیحت کو قبول کرتا ہے۔ وہ بالآخر ایمان دار بن جاتا ہے اور اس کا انجام نیکوں کے ساتھ ہوتا ہے اسی لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ ؏

جس کی فطرت نیک ہے آئے گا وہ انجام کار

جس کے اندر نیکی کے آثار ہوں اس نے لازماً نہیں اگر مرنا ہے، اس کو خدا تعالیٰ ضائع نہیں فرمائیگا پس وہ قومیں جن میں خرابیاں کثرت سے پھیل رہی ہوں۔ اگر ان میں مصلحین پیدا ہو جائیں اور ان کی کوششوں کا نیک اثر ظاہر ہونا شروع ہو جائے تو ان قوموں کی آزمائش کو خدا تعالیٰ ان معنوں میں لمبا کر دیتا ہے کہ مصلحین کو خوب موقع دیتا ہے اور قوم کو بھی خوب موقع دیتا ہے کہ صورتحال سے فائدہ اٹھا کر اپنے اندر نیک تبدیلیاں پیدا کریں۔

لیکن کسی قوم کو بچانا ہو تو محض دعائیں کام نہیں آئیں گی دعاؤں کے ساتھ تدبیر کا ایک مضمون ہے جو ساتھ کے ساتھ چلتا ہے اور ضروری ہے کہ تدبیر کو اس کی انتہاء تک پہنچایا جائے۔ اس کے ساتھ پھر دعاؤں کو بھی انتہاء تک پہنچایا جائے۔ یہ دونوں قوتیں ایسی ہیں جو مل کر یقیناً قوموں کی کایا پلیٹ سکتی ہیں۔ یہ ایسی قوی طاقتیں ہیں کہ جن کے نتیجہ میں پھر قوموں کی تقدیریں بدلتی ہیں۔ مردے زندہ ہو جاتے ہیں

حیرت انگیز روحانی انقلاب

برپا ہوتے ہیں

حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کے زمانہ میں اس آیت کا زندہ نقشہ اس شان سے دکھائی دیا ہے کہ اس سے پہلے کبھی نظر نہیں آیا تھا۔ نہ آئندہ کبھی نظر آسکتا ہے۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم نے کوششوں کو انتہاء تک پہنچا دیا اور دعاؤں کو بھی انتہاء تک پہنچا دیا۔ اس کے نتیجہ میں دیکھتے دیکھتے مردہ بستیاں زندہ ہونی شروع ہوئیں اور ساری قوم کی کایا پلٹ گئی اور حیرت انگیز روحانی انقلاب برپا ہوا جس کا اثر پھر صدیوں تک جاری رہا ہے۔ آج بھی اس کا فیض دنیا میں جاری و ساری ہے اگرچہ اس شان کے ساتھ وہ فیض دکھائی نہیں دیتا۔ امت مسلمہ گر کر خواہ کسی بھی گراوٹ کے مقام تک پہنچ گئی ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کی تعلیم اور پیروی اور دعاؤں کی برکت سے اپنے مقابل پر دوسری امتوں کی نسبت ان کے دلوں میں کم تفاوت ہے ان میں نیکی کا جو پانی ہے وہ بہت گہرا نیچے نہیں گیا تھوڑا سا کھودنے سے پھر پھوٹ پڑتا ہے اور بڑی بھاری تعداد ایسی ہے جو فطرتاً نیک ہے اور اس کے نتیجہ میں اگر ان پر کوشش کی جائے تو باقی قوموں کی نسبت ان پر کوشش کرنا زیادہ مفید ہے پس خصوصیت سے وہ احمدی جو پاکستان میں ہو سنے والے ہیں مظالم سے بہت دکھی ہیں اور بعض دفعہ بددعا کی طرف مائل ہوتے ہیں اور بعض دفعہ یہ فیصلے کر دیتے ہیں کہ بس یہ قوم گئی اُن کو میں سمجھانا چاہتا ہوں کہ اصلاح کی کوششوں کو انتہا تک پہنچانا ضروری ہے اور جیسا کہ اس سے پہلے مضمون گزر چکا ہے یہ چیز صبر کے سوا ممکن نہیں ہے صبر کا مطلب ہے کسی موقعہ پر بھی امید کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑیں، اپنے اوپر تکلیف لے لیں دوسرے کی تکلیف کی تمنا نہ کریں اور ظالم کے لئے بھی بددعا میں جلدی نہ کریں۔ صبر کے ساتھ اگر وہ اصلاح کی کوشش کریں گے تو حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی امت میں بہت گہری نیکیاں موجود ہیں۔ ان کی بدیاں نسبتاً سطحی ہیں چنانچہ ہر بڑے ابتلا کے وقت مسلمانوں کی خوبیاں بہت جلدی چمک کر باہر نکلتی ہیں اور حیرت انگیز قربانیاں یہ اللہ اور اس کے رسول کے نام پر کرتے کے لئے تیار رہتے ہیں صرف مصیبت یہ ہے کہ ان کی لیڈر شپ نہیں ہے

اللہ تعالیٰ نے آسمان سے ایک لیڈر شپ نازل فرمائی

حضرت امام مہدیؑ اور مسیح موعودؑ کا ظہور اسی بات کی علامت تھی کہ تمہارا بدن گندا نہیں ہے اسی بدن پر نیا سر لگایا جائے گا اور وہ سر ہے جو خدا سے روشنی پائے گا اس لئے سر بدلنے کی ضرورت ہے بدن بدلنے کی ضرورت نہیں سر خود بخود اس بدن کی اصلاح کرے گا جو اس کے ساتھ وابستہ ہو جائے لیکن جو بدن سر سے وابستہ نہ ہونا چاہے اس کا تو کوئی علاج نہیں۔

یہ مثال میں ضمناً اس لئے پیش کر رہا ہوں کہ آپ اصلاح کی حکمتوں کو سمجھیں۔ اللہ تعالیٰ نے امتِ محمدیہ میں مصلح بھیجا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اس بدن میں اصلاح کی صلاحیتیں موجود ہیں اور ان سے پوری طرح استفادہ کرنا چاہیئے اور اس معاملہ میں صبر کا دامن نہیں چھوڑنا اور اُمید کا دامن نہیں چھوڑنا دعا کرتے چلے جائیں اور اصلاح کرتے چلے جائیں اور خدا تعالیٰ کے فضل سے اس کے نتیجہ میں اگر ایک قوم کی ظاہراً ہلاکت مقدر بھی ہو چکی ہو تو وہ ظاہری ہلاکت کی تقدیر تبدیل ہو جائے گی یہی حال دوسری دنیا کا ہے یہ مطلب نہیں کہ صرف مسلمانوں کو بچایا جائے گا مراد یہ ہے کہ جو بھی نیکی کی طرف قدم اُٹھانے کی کوشش کرے گا لبیک کہے گا اس کو بچایا جا سکتا ہے پس جس جس ملک میں کوئی احمدی موجود ہے اس کا اپنے ملک سے وفا کا تقاضا یہ ہے کہ وہاں بھی اصلاح کی کوشش شروع کر دے۔

کچھ عرصہ قبل میں نے اندرونی اصلاح کے لئے پاکستان میں کچھ اصلاحی کمیٹیاں بنائیں کچھ ہندوستان میں اصلاحی کمیٹیاں بنائیں اور مقصد یہ تھا کہ وہ نوجوان، مرد ہوں یا عورتیں جو بُری تہذیب کے اثر سے ضائع ہو رہے ہیں۔ بد اثرات کو قبول کر رہے ہیں کوئی DRUG کا ADDICT ہو رہا ہے کوئی کسی اور بُرائی میں مبتلا ہو رہا ہے جب سارا معاشرہ گندا ہو تو اس معاشرے میں ڈوبے ہوئے کیڑے کا کلیتہً اس اثر سے الگ رہنا اور اس اثر کو ہمیشہ ہر وقت رد کرتے چلے جانا بہت مشکل کام ہے اس کے لئے بڑی جد وجہد کی ضرورت ہے اور اندرونی طور پر ایک نظام ہونا چاہیئے جو مقابلہ کرے اس غرض سے میں نے اصلاحی کمیٹیاں بنائیں کہ وہ جماعتِ احمدیہ کے کمزوروں پر نظر رکھ کر پیشتر اس سے کہ وہ اثر کو قبول کر لیں آثار دیکھ کر ان کی اصلاح کی کوشش شروع کر دیں اس سے پہلے غلطی سے یہ رجحان پیدا ہو رہا تھا کہ جو شخص کسی بُرائی میں اتنا بڑھ جائے کہ اس کے خلاف اپریشن کا جراحی کا فیصلہ کرنا پڑے اس کا معاملہ زیر نظر لایا جائے اور پھر یہ کہا جائے کہ مجبوری ہو گئی ہے اب اس کو کاٹ کر پھینکا جائے۔ یہ بات اس آیت کے منافی ہے کاٹ کر پھینکنے کا عمل تو دراصل خدا کی طرف سے فیصلہ ہوتا ہے اور اس وقت ہوتا ہے جب خدا فیصلہ کرتا ہے کہ یہ قوم بگڑ کر ضائع ہو چکی ہے اس وقت دنیا کی کوئی طاقت اس عمل کی راہ میں حائل نہیں ہو سکتی۔ ہمارا کام مصلحون کا ہے۔ یعنی یہ کوشش کرتے چلے جانا کہ کوئی بھی کاٹ کر نہ پھینکا جائے تو ہماری کوشش تو اس سے بہت پہلے سے شروع ہونی چاہیئے بجائے اس کے کہ یہ انتظار کرتے رہیں کہ کوئی شخص بیماری کی انتہاء تک پہنچ جائے تو کہا جائے کہ بس اب یہ گیا اب اس کو دفن کر دو۔

ان کمیٹیوں سے متعلق اب میرا پروگرام یہ ہے کہ ساری دنیا میں ان کمیٹیوں کو رائج کرنا چاہیئے انگلستان میں بھی، امریکہ میں بھی، یورپ کے اور مشرق کے تمام ممالک میں بھی کیونکہ بیرونی اصلاح سے پہلے اندرونی اصلاح کی ضرورت ہے اگر اندرونی اصلاح کا معیار بلند ہوگا تو باہر سے بُرائیاں آپ کے اندر سرایت کرنے لگ جائیں گی بجائے اس کے کہ آپ دوسروں کی بُرائیاں دور کریں آپ ان کی برائیوں کا شکار ہو جائیں گے اس لئے میں مصلحون کا صرف یہ معنیٰ نہیں سمجھتا کہ غیروں کی اصلاح کرو مصلحون کا جو عمل ہے وہ دونوں صورتوں میں جاری و ساری

سے۔ یہ دونوں ہی جہاد ہیں۔

تربیت کا جہاد بھی اور تبلیغ کا جہاد بھی

اور تبلیغ کے جہاد کا معیار براہ راست تربیت کے جہاد کے معیار سے منسلک ہے۔ جتنا تربیت کا جہاد بلند معیار کا ہوگا اتنا ہی تبلیغ کا معیار از خود بلند ہوتا چلا جائیگا اس لئے ہر ملک میں نظام جماعت کی طرف سے اور طرز کی اصلاحی کمیٹیاں بنی چاہیئے۔ یعنی اس بات کا انتظار کرنے والی نہیں کہ جیسے مکڑی جالے میں بیٹھ کر انتظار کرتی ہے کہ کوئی بیوقوف مکھی پھنسے تو اس کے مارنے کا انتظام کیا جائے صرف ایسے بیماروں کو انکی طرف منتقل نہ کیا جائے جن کے متعلق فیصلہ ہو کر ان کو اب کیا سزا دی جائے بلکہ کمیٹی کا فرض ہو کہ وہ یہ نظر رکھے کہ آثار کے لحاظ سے کس خاندان میں کمزوریاں آرہی ہیں۔ کن کی بچیاں بے پرواہ ہوتی چلی جارہی ہیں کن کے لڑکے باہر کی طرف رُخ کر چکے ہیں اور جماعت سے محبت کی بجائے ان کا تعلق رفتہ رفتہ کٹ کر غیروں سے محبت کی طرف منتقل ہو رہا ہے ان لوگوں پر نظر رکھ کر ان کو پیار اور محبت سے واپس لانا بہت زیادہ آسان ہے بہ نسبت اس کے کہ جب معاملہ حد سے گذر جائے اور بدیاں کسی میں سرایت کر جائیں اس وقت ان بدیوں کو جسم سے نوچ کر باہر نکال پھینکنا بڑا مشکل کام ہے تو اس آیت پر غور کرتے ہوئے مجھے خیال آیا کہ اب ضروری ہے کہ تمام دنیا میں جماعتیں اس غرض سے اصلاحی کمیٹیاں قائم کریں کہ جو بیماریوں کی پیش بندیاں کرنے والی ہوں اس سلسلہ میں ایک مرکزی اصلاحی کمیٹی ہر امیر کے تابع کام کریگی اور ان کو اختیار ہے اور حق ہے کہ اپنے اپنے دائرے میں مجلس خدام الاحمدیہ مجلس انصار اللہ اور لجنہ اماء اللہ سے وہ پورا پورا فائدہ اُٹھائیں وہ اگر مناسب سمجھیں تو بعض معاملات کو خدام کی معرفت طے کریں بعض کو لجنات کی معرفت طے کریں بعض جگہ تینوں کو بیک وقت کوشش کرنی پڑے گی ایک خاندان کا معاملہ ہے وہاں نیک اثر ڈالنے کے لئے خدام کو بھی حرکت دینی ہوگی انصار کو بھی اور لجنات کو بھی تو میں اُمید رکھتا ہوں کہ اگر آپ یہ کام شروع کریں گے تو اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ آپ کے حق میں ضرور پورا ہوگا کہ آپ کی وجہ سے قومیں بچائی جائیں گی آپ کی وجہ سے اگر جماعتیں بچائی جائیں گی تو یہی جماعتیں ہیں جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک قوموں کو بچانے کی اہل قرار دی جائیں گی اور جب تک اَهْلُهَا مُصْلِحُوْن کا عمل جاری ہے خدا تعالیٰ کے عذاب کی تقدیر بھی اُتر سکے گی۔

دوسری بات یہ ہے کہ اگر یہ فیصلہ اس رنگ میں ہو جائے کہ کوششیں انتہا تک پہنچ جائیں اور مقابل پہ ردِ عمل بھی انتہا تک پہنچ جائے اور پتھر کی طرح لوگ ہوں جو اثر کو قبول نہ کریں تو ایسی صورت میں پھر ہلاکت کی تقدیر کی راہ میں دنیا کی مصلحین کی کوئی جماعت حائل نہیں ہو سکتی وہ تقدیر لازماً آتی ہے اور پھر مُصْلِحُوْن سے کیا سلوک ہوتا ہے یہاں اَهْلُهَا کا دوسرا معنی نمایاں طور پر اُبھر کر کارفرما ہوتا ہوا دکھائی دیتا ہے میں نے یہ ترجمہ کیا تھا کہ اَهْل کا مطلب صرف رہنے والے نہیں بلکہ رہنے والے کہلانے کا حق رکھنے والے لوگ ہیں جو حقیقت میں اہلیت رکھتے ہیں کہ اس ملک کی طرف منسوب ہوں جن کے اندر زندگی کے آثار اور کردار موجود ہیں جو اہل ملک اور ملک کے باشندے کہلانے کے مستحق لوگ ہیں اس سے متعلق قرآن کریم سے پتہ چلتا ہے دوسری آیات میں بعینہ کھل کر یہ مضمون آیا ہے کہ جب قوموں کی ہلاکت کا فیصلہ کیا جاتا ہے تو وہ لوگ جو اس فیصلہ تک مسلسل اصلاح میں مصروف رہتے ہیں ان کو ان جگہوں کا وارث بنا دیا جاتا ہے اور یہ مضمون قرآن کریم میں بارہا بہت کھل کر بیان ہوا ہے۔

پس اہلیت کا مضمون وراثت کے مضمون کے ساتھ ملا کر دیکھیں تو بات بالکل کھل جاتی ہے آپ اصلاح میں مصروف رہیں دیانتداری اور تقویٰ کے ساتھ اپنی اصلاح بھی کریں اور ماحول کی اور غیروں کی اصلاح بھی کریں اور یہی اصلاحی کمیٹیاں نہیں تو کچھ اور اصلاحی کمیٹیاں پہلو بہ پہلو مقرر کی جائیں جو معاشرے کی برائیوں کے خلاف علَم بلند کرنا شروع کردیں ان میں

لکھنے والے نوجوان اخباروں سے رابطے کریں

دانشوروں سے رابطے کریں ٹیلی ویژن اور ریڈیو اگر ہے تو ان کو لکھا جائے پروگراموں میں شامل ہوں ایسے سیمینار مقرر کئے جائیں جن میں برائیوں کے خلاف مذہب کی تمیز کو نظر انداز کرتے ہوئے جہاد کا پروگرام شروع کیا جائے اور یہ جو جہاد ہے ملکی سطح پر ہوگا اس میں لیڈر شپ احمدی کے ہاتھ میں ہونی چاہیئے کیونکہ حقیقت میں احمدی ہی مفاد پرستی کے چھوٹے چھوٹے خیالات سے بالا ہو کر اصلاح کا کام کر سکتا ہے احمدی RACIALISM سے پاک ہے۔ قومی تعصبات سے پاک ہے مذہبی تعصبات سے پاک ہے ورنہ وہ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی طرف منسوب ہونے کا حق ہی نہیں رکھتا کیونکہ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی طرف منسوب ہونے کا حق وہی رکھتا ہے جو رحمۃ للعالمین کی صفات پیدا کرنے کی کوشش کرے اور عالمین میں کوئی تفریق ہی نہیں کی گئی۔ کالوں کا عالم گوروں کا عالم شمالیوں کا عالم اور جنوبیوں کا عالم مشرق اور مغرب کے عالم کوئی فرق نہیں دکھایا گیا۔ مذہبی عالم کا بھی کوئی ذکر نہیں ہے آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی طرح عالمین کے لئے رحمت ہیں جس طرح رب العالمین نے آپ کو اپنی ربوبیت کے تابع رحمۃ للعالمین قرار دیا ہے۔ ربّ العالمین کی ربوبیت جس طرح تمام عالموں پر یکساں ہے اور اللہ تعالیٰ سب کی برابر تربیت فرماتا ہے اسی طرح رحمۃ للعالمین کا جو یہ لقب ہے۔ یہ کوئی معمولی لقب نہیں ہے اپنی وسعت اور گہرائی میں اس سے بڑا لقب دنیا کے کسی دوسرے نبی کو عطا نہیں ہوا۔

پس احمدی کے لئے رحمۃ للعالمین کے مضمون کو سمجھ کر حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے تعلق جوڑنا چاہیئے اور جب یہ تعلق قائم ہو جائے گا تو آپ کی نظر بہت بلند ہو جائے گی۔ آپ کے حوصلے بہت وسیع ہو جائیں گے آپ RACIALISM کا شکار ہو ہی نہیں سکتے۔ ناممکن ہے کہ آپ کالوں اور گوروں اور سفیدوں اور سرخوں کی تفریق میں کسی قسم کی پارٹی بن سکیں آپ کے دل میں رحمت کا خیال موجزن رہے گا۔ ہر بنی نوع انسان کے دکھ کو دور کرنے کے لئے سچا جذبہ دل میں پیدا ہوگا۔ ہر ایک کا پیار دل میں پیدا ہوگا اور رحمۃ للعالمین کا انصاف کا گہرا تعلق ہے ایک عالمی انصاف کے بغیر کوئی شخص کسی کے لئے رحمت بنایا ہی نہیں جا سکتا۔ ان دونوں مضمونوں کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔ لیکن اس تفصیل میں جانے کی سردست نہ ضرورت ہے نہ موقع لیکن یاد رکھیں کہ بین الاقوامی تعلقات میں یا بین المذاہب تعلقات میں جس شخص کو انصاف نصیب نہ ہو وہ رحمت نہیں بن سکتا لازماً آپ کو وسیع پیمانے پر انصاف کے سلوک کی اہلیت پیدا کرنی ہوگی اس کے بعد آپ رحمۃ للعالمین بنائے جائیں گے اس سے پہلے نہیں اور یہ دونوں چیزیں ایسی ہیں جن کی آج دنیا کو سب سے زیادہ ضرورت ہے ایسی صورت میں جب آپ یہ مصلحون کا کردار ادا کر رہے ہیں تو اس کے نتیجہ میں حیرت انگیز انقلاب برپا ہوگا اور اس گند کو سمیٹنے کے لئے آپکو بھی مسیح [illegible] کبھی سمجھ آجائے گی۔

قرآن کریم سے پتہ چلتا ہے کہ بہت سے مفسدین ہیں کہ جب ان کو کہا جاتا ہے کہ اصلاح کرو تو قَالُوْا اِنَّمَا نَحْنُ مُصْلِحُوْنَ وہ کہتے ہیں ہم تو بڑے مصلح ہیں ہم تو اصلاح کرنے کی غرض سے قائم ہوئے ہیں فرمایا اَلَا اِنَّهُمْ هُمُ الْمُفْسِدُوْنَ وَلٰكِنْ لَّا يَشْعُرُوْنَ۔ خبردار یہی وہ مفسدین ہیں جن کا ہم ذکر کرتے چلے آرہے ہیں ان کے اندر فساد کی ساری باتیں موجود ہیں وَلٰكِنْ لَّا يَشْعُرُوْنَ لیکن بیوقوفوں کو شعور ہی نہیں ہے کہ وہ مفسد ہیں۔

میں نے جو دو باتیں آپ کے سامنے بیان کی ہیں یہ شعور پیدا کرنے والی باتیں ہیں۔ ان پر آپ غور کریں تو آپ کے اندر مفسد اور مصلح کی تفریق کا شعور پیدا ہو جائے گا۔ یہ وہی مفسدین ہیں جن پر آپ نظر ڈال کر دیکھ لیجئے کہ اصلاح کے نام پر ناانصافیاں کرتے ہیں۔ اصلاح کے دعوے کرکے اپنے مخالفوں سے جن کے خلاف انہوں نے کئی بہانوں سے جدوجہد کے آغاز کئے ہیں ان سے جب کبھی انصاف کا معاملہ آئے ناانصافی کا سلوک کرتے ہیں۔ یہ جماعت اسلامی دیکھ لیں۔ مصلحین کا دعویٰ کرنے والے یہ مصلحین کی جماعت بنی ہے پاکستان میں جماعت احمدیہ کے معاملہ میں جب بھی فیصلے کا وقت آیا ان بدنصیبوں نے ہمیشہ ناانصافی سے کام لیا ہے تقویٰ کو چھوڑ دیا قرآن کے انصاف کے اصولوں کو چھوڑ دیا ان کے جج ہوں یا غیر جج ہوں جب کبھی فیصلے کا وقت آیا ہے۔ انہوں نے احمدی سے ہمیشہ ناانصافی کی ہے تو ناانصافی بتاتی ہے کہ کون مفسد ہے آزمائش کیوقت انصاف پر قائم ہو جانا اور بظاہر اپنے قریب کے خلاف فیصلہ دے دینا اور اپنے دور کے حق میں فیصلہ دے دینا یہ انصاف کا ایسا تقاضا ہے جس پر پورا اترے بغیر کوئی شخص منصف نہیں کہلا سکتا اور جو منصف نہ ہو وہ رحمت نہیں بن سکتا وہ ہمیشہ زحمت بنے گا کیونکہ عدل اور انصاف کے فقدان کا نام زحمت ہے اور عدل اور انصاف کے قیام کے بعد رحمت پیدا ہوتی ہے۔

اس مضمون کو میں نے مختصراً بیان کیا ہے تاکہ آپ اس کو خوب سمجھ لیں اس کو سمجھنے کے بعد ہر احمدی کا دل یقین سے بھر جاتا ہے کہ وہ یقیناً مصلح ہے اور اس کے متعلق یہ نہیں کہا جا سکتا کہ دشمن لاکھ دعوے کرتے رہیں کہ ہیں تو مفسد لیکن وہ سمجھتے نہیں۔ کیونکہ جو انصاف پر قائم ہو اس کو خدا تعالیٰ رحمت کی خوبیاں بھی عطا فرماتا ہے۔ اور ایسے شخص کو مفسد کہا ہی نہیں جا سکتا یہ عقل کے خلاف بات ہے پس ان معنوں میں آپ اصلاح کی کوشش کریں۔ اوّل تو خود انصاف کا سے انصاف پر قائم ہوں پھر آپ کے اندر مصلح بننے کی صلاحیت پیدا ہوگی اور

مصلح بنیں تو پہلے اپنوں کی طرف توجہ کریں

کیونکہ جنہوں نے دنیا کی اصلاح کرنی ہے جب تک وہ اندرونی اصلاح نہ کریں وہ غیر کی اصلاح نہیں کر سکتے اور اصلاح کیوقت فساد کے بڑھنے کا انتظار نہ کریں۔ بلکہ آثار سے پہچانیں کہ کہاں کہاں فساد کے احتمالات پیدا ہو رہے ہیں۔ ان خاندانوں تک پہنچیں، ان نوجوانوں تک پہنچیں ان بڑوں تک پہنچیں اور پیشتر اس سے کہ ان کا قدم اتنا آگے نکل جائے کہ آپ بھاگ کر بھی ان کو پکڑ نہ سکیں ان تک پہنچیں اور پیار کے ساتھ گھیر کر ان کو واپس لے آئیں اس کے ساتھ ساتھ آپ غیروں کی اصلاح کی طرف توجہ کریں تو پھر اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ آپ کے حق میں ضرور پورا ہوگا کہ آپ کے فیض سے قومیں بچائی جائیں گی اس بات کی پرواہ نہ کریں کہ اگر قومیں بچتی ہیں تو ان کا کریڈٹ کس کو جاتا ہے دنیا میں جو تاریخ بن رہی ہے یہ دو طرح سے بن رہی ہے ایک تاریخ مہروں کی تاریخ ہے ایک پس پردہ ہاتھ کی تحریر ہے جو مہروں کو چلا رہا ہے اگر آپ مذہبی دنیا سے تاریخ کا مطالعہ کریں تو بالکل اور قسم کی تاریخ ابھرتی ہے قرآن کریم نے جب یہ فرمایا کہ ہم نے عہد کیا تھا اور وعدہ کیا تھا کہ جو سچے لوگ ہیں، جو مصلحین ہیں وہ خواہ تھوڑے بھی ہوں ان کو زمین کا وارث کیا جائیگا۔ اس نقطۂ نگاہ سے جب آپ تاریخ کو دیکھیں تو وہ تاریخ جو دنیا کے نقطۂ نگاہ سے مؤرخین کی لکھی ہوئی تحریر ہے اسے آپ بالکل مختلف پائیں گے اور زمین و آسمان کا فرق ان دونوں تاریخوں میں نظر آئے گا۔ ایک تاریخ کے ظاہری ثبوت آپ کے پاس نہ بھی ہوں مگر سارا عالم واقعاتی طور پر اس کے حق میں گواہی دے رہا ہے اور ایک تاریخ لکھنے والے ہیں جو ان حقائق کو کلیۃً نظر انداز کرکے ایک اور قسم کی تاریخ لکھتے ہیں اب مثال کے طور پر دیکھیں کہ جب آپ EGYPT یعنی (مصر) کی تاریخ کا مطالعہ کرتے ہیں۔ دنیا کے بڑے بڑے چوٹی کے علماء، مؤرخین نے بڑی محنت کرکے بہت کھوج لگا کر (EGYPT) کی تاریخ کو محفوظ کیا ہے اور مختلف زاویوں سے اس کا جائزہ لیا ہے اس تاریخ کے بنانے میں جو عوامل کارفرما تھے۔ ان کا گہرائی سے مطالعہ کیا ہے اس کے جو نتائج نکلے ہیں ان کا مطالعہ کیا ہے آپ یہ سارا کچھ پڑھ کر دیکھ لیں آپکو بنی اسرائیل اور یہود کا اس تاریخ میں کوئی کردار دکھائی نہیں دے گا۔ کہیں اشارۃً وہم کے طور پر مؤرخ لکھ دیگا کہ سنا ہے موسیٰ بھی اس زمانے میں ہوا کرتا تھا۔ سنا ہے بنی اسرائیل بھی رہتے تھے۔ یہود بھی تھے لیکن ہمارے پاس کوئی قطعی ثبوت نہیں ہے کہ فرعون ڈوبا بھی تھا کہ نہیں اور اس کے ساتھ کیا بنا؟ اور یہ بھی قطعی ثبوت نہیں ہے کہ موسیٰ تھا بھی کہ نہیں تھا اور قرآن کریم کہہ رہا ہے کہ ہم نے یہ فیصلہ کر رکھا ہے اور ہمیشہ سے یہی فیصلہ کارفرما ہوتا چلا آیا ہے کہ جو خدا کے نزدیک سچے اور رہنے کی اہلیت رکھتے ہیں اللہ ان کو وارث بنائے گا۔

اب آپ غور کر دیکھیں کہ مصر اور اس کا سارا علاقہ کن لوگوں کے قبضے میں دیا گیا۔ بالآخر یہود تو موجود ہیں جو بطور وارث بڑے بڑے علاقوں میں حکومتیں کرتے رہے اور آج تک چلے آ رہے ہیں لیکن فرعونوں اور مصریوں کے دیگر ایسے طبقات جو اسوقت مصر کی سلطنت پر قابض تھے۔ جن کا ذکر مؤرخ بڑی عزت اور احترام کے ساتھ کرتا ہے ان کے دبدبے بھی چلے گئے ان کی شوکتیں بھی مٹ گئیں وہ زیر زمین دفن ہو گئے۔ وارث کون ہے؟ وارث یہود ہیں پھر عیسائیوں کو دیکھ لیں حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے کی تاریخ کا مطالعہ کریں تو اکثر تاریخوں میں آپ کو عیسائیت کا کہیں نشان بھی نہیں ملے گا۔ صلیب کے واقعہ کو گذرے ۳۰۰ سال ہو جاتے ہیں تو پہلی مرتبہ تاریخ میں آپ کو حضرت عیسیٰ کا معمولی سا ذکر نظر آتا ہے اور مؤرخ جب اس زمانے کی تاریخ لکھتا ہے۔ تو اس کو عیسائیوں کا کوئی خاص کردار دکھائی نہیں دیتا سینکڑوں سال کے بعد وہ اس لائق ہوتے ہیں کہ ان کو تاریخ کا حصہ بنایا جائے لیکن قرآن کریم نے فرمایا تھا کہ یہی لوگ وارث ہوں گے۔

پس وہ عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام جو بالکل بے طاقت اور نہتے تھے اور اپنے دشمنوں کے مقابل پر کچھ بھی کرنے کی طاقت نہیں رکھتے تھے چند ساتھیوں کو پیچھے چھوڑ کر گئے۔ لیکن اب دیکھیں کہ عیسائیت ساری دنیا میں کتنے وسیع علاقوں کی وارث بنائی گئی ہے تو یہ جو وراثت کا مضمون ہے یہ بہت گہرا ہے اور بہت سچا ہے حضرت کرشن علیہ السلام اور حضرت رام چندر علیہ السلام ہندوستان کے وارث بنا دئے گئے حضرت زرتشت علیہ السلام کے ماننے والے فارس کے وارث بنا دئے گئے حضرت کنفیوشس علیہ السلام کے ماننے والے چین کے وارث اور دوسرے مشرقی ممالک کے وارث بنائے گئے تو اگر وراثت کے نقطۂ نگاہ سے آپ تاریخ پر نظر ڈالیں تو وہی لوگ وارث ہیں جو اپنے زمانے میں اس لائق ہی نہیں سمجھے جاتے تھے کہ تاریخ ان کا ذکر کرے اور اگر کرتی تھی تو بہت ہی حقارت کے ساتھ بالکل معمولی سا ذکر کہ سنا ہے کنفیوشس بھی ایک بادشاہ کے سپاہی ہوتا تھا اس کے دربار سے لگا ہوا ایک شخص تھا یا عیسیٰ علیہ السلام تھے جن کا یہ ذکر چلتا ہے۔ قرآن کی تاریخ دیکھیں کتنی سچی اور کتنی قطعی ہے۔ اس کی زندہ شہادت ہے سارا عالم اس بات کا گواہ ہے کہ وراثت نیکوں اور کمزوروں کو عطا کی جاتی ہے۔ پس

مصلحوں کے ساتھ وراثت کا تعلق ہے

اگر آپ نے اس دنیا کا وارث بننا ہے اور میں یقین رکھتا ہوں کہ اللہ کی تقدیر نے آپ کو وارث بنانے کے لئے کھڑا کیا ہے تو آپ کو لازماً مصلح ہونا پڑے گا اور مصلح ہونے کے لئے پہلے اندرونی اصلاح کرنی ہوگی اور پہلے سے مراد یہ ہے کہ اوّلیت اس کو دینی ہوگی ورنہ دوسرے درجہ پر ساتھ ہی ساتھ باقی دنیا کی اصلاح کے لئے بھی آپ اٹھ کھڑے ہوں۔ دعوت الی اللہ میں مصروف ہوں۔ اور اپنے بچوں اور بڑوں کی تربیت میں مصروف ہوں تو دیکھیں خدا کی تقدیر کس طرح آپ کے لئے عظیم الشان

کام دکھائے گی۔ آج اگر کوئی احمدی یہ دعویٰ کرے کہ آئندہ وہ دنیا کا وارث ہوگا۔ اور مستقبل اس کے ہاتھوں میں دیا گیا ہے تو ساری دنیا اُسے پاگل سمجھے گی کہ یہ کتنے بے وقوف لوگ ہیں کتنے جاہل ہیں۔ ان کی کسی ملک میں بھی کوئی حیثیت نہیں اور مستقبل کا مالک بننے کا دعویٰ کرتے ہیں

ایک دفعہ ایک کارسپانڈنٹ (CORRESPONDENT) نے مجھ سے یہ سوال شروع کئے اور وہ اسی طرح مجھے دیکھ رہا تھا جیسے عجیب بے وقوفوں والی باتیں کر رہے ہیں کہ جی! ہم دنیا کے آئندہ مالک ہیں۔ ہم دنیا کا مستقبل ہیں۔ میں نے کہا تمہیں بات سمجھ نہیں آئے گی۔ تم عیسائی ہو تم پہلے حضرت عیسیٰؑ کے زمانے میں واپس جاؤ۔ وہاں جاکر دیکھو کہ حضرت عیسیٰؑ کا دعویٰ ہمارے دعویٰ کے مقابل پر کتنا مضحکہ خیز دکھائی دیتا تھا۔ ہم نے تو ایک سو سال میں اتنی عظیم الشان ترقی کی ہے کہ ۱۲۶ ممالک میں پھیل گئے ہیں۔ عیسائیت کا ایک سو سال کے بعد کیا حال تھا واپس مڑ کر وہاں جاکر دیکھو اور پھر غور کرو اور پھر بیٹھ کر اُس زمانے میں تمسخر آمیز مضامین لکھو کہ یہ پاگل، ان کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ اپنے ملک سے نکالے گئے۔ کسی ملک میں بھی ان کی کوئی قانونی حیثیت نہیں ہے۔ کوئی سیاسی حیثیت نہیں ہے۔ کوئی معاشرتی اور علمی حیثیت نہیں ہے کوئی اقتصادی حیثیت نہیں ہے۔ بالکل معمولی تعداد میں چند جماعتیں ہیں اور یہ سمجھ رہے ہیں کہ یہ دنیا کے وارث بنائے جائیں گے۔ میں نے کہا! وہاں واپس جاؤ اور وہاں بیٹھ کر پھر دوبارہ یہ مضمون لکھو کہ عیسائی کتنے بے وقوف لوگ ہیں۔ پہلے ۱۰۰ سال کے اندر جب کوئی رومن بادشاہ چاہتا تھا ان کو اپنے گھروں کے اندر زندہ جلا دیا کرتا تھا اور جو چاہتا تھا ان کو پکڑ کر عدالتوں میں پیش کرتا تھا اور پھر عدالتوں سے یہ فیصلے ہوتے تھے کہ جانوروں کے سامنے ان کو پھینکا جائے اور بھوکے جانور ان کو پھاڑ کھائیں۔ ان کے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیں۔ بھنبھوڑیں اور ساری دنیا جو تماشے دیکھنے والی ہو وہ ہنسے اور مذاق اڑائے۔ یہ ان کی طاقت تھی۔ میں نے کہا! اس وقت یہ مضمون لکھو کہ یہ پاگل کے بچے، ان کی حیثیت کیا ہے۔ جانوروں کو زندہ کھلائے جاتے ہیں اور دعویٰ کرتے ہیں یہ ساری دنیا کے وارث بنائے جائیں گے، لیکن آج واپس آکر پھر دیکھو تو دنیا کی کون سی طاقت ہے جہاں یہ وارث نہیں بنائے گئے۔ یہ قرآن کریم کی سچائی کا اعلان ہے اور تاریخ کا ایک مختلف منظر ہے جس کو قرآن کریم نے ایک خاص زاویے سے پیش فرمایا ہے اور اس کا تعلق اصلاح سے ہے۔

پس آپ مُصلحون ہو جائیں اور وراثت کا معاملہ خدا پر چھوڑ دیں وہ خدا پر چھوڑ دیں۔ وہ خدا جس نے ہمیشہ مُصلحون کو وارث بنایا ہے اور بناتا چلا آیا ہے اور کبھی اس میں فرق نہیں کیا وہ ضرور آپ کو اس زمین کا وارث بنائے گا۔ اور اس لئے بھی وارث بنائے گا کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم سے اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ لازماً اسلام کو آخر اس تمام زمین کا وارث بنایا جائیگا۔ آپ کے طفیل ایسا ہوگا لیکن وہ صفات اپنے اندر پیدا کرنی ہونگی جن کا میں نے ذکر کیا ہے اور قرآن کے حوالے سے ذکر کیا ہے۔

جیساکہ میں نے بیان کیا ہے یاد رکھیں کہ

مُصلِحُون اپنے زور سے اصلاح نہیں کر سکتے

اور اصلاح میں ناکام بھی رہیں تب بھی وہی جیتتے ہیں اور مُصلحون اس لئے کامیاب قرار نہیں دیئے جاتے کہ ان کے اندر حقیقتاً اصلاح کی صلاحیتیں پوری طرح پیدا ہو چکی ہوتی ہیں۔ مُصلحون تو بعض دفعہ خود اپنی اصلاح بھی نہیں کر سکتے کہ ان کی موت کا حکم آجاتا ہے اور وہ خدا کے حضور حاضر ہو جاتے ہیں۔ ان کی بخشش کا تعلق رحم سے ہے۔ ان کی بخشش کا تعلق اصلاح میں کامیابی سے نہیں ہے۔ چنانچہ وہ قومیں جو اصلاح میں موجود ہوں اگر اس حالت میں مریں کہ خود اُن کے اندر برائیاں موجود رہیں تو اُن کو بھی خدا تعالیٰ بخشش دیتا ہے اور رحم کے نتیجہ میں بخشتا ہے اور اس

میں ایک انصاف بھی پایا جاتا ہے۔ انصاف یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے یہ دستور بنا لیا ہے کہ جو لوگ نیکی کی کوشش شروع کر دیں اگر نیکی میں کامیاب ہونے سے پہلے مارے جائیں گے تو میں انہیں بخشوں گا۔ رحم سے یقیناً تعلق ہے لیکن ایک بہت باریک اور پاکیزہ انصاف سے بھی اس کا تعلق ہے کیونکہ عمر کا فیصلہ کرنا اللہ کے اختیار میں ہے۔ ایسا شخص جو نیکی کی کوشش شروع کر دیتا ہے اگر وہ مر جاتا ہے تو نہایت لطیف انصاف کی رو سے اگر دیکھا جائے تو وہ اللہ تعالیٰ سے کہہ سکتا ہے کہ مجھے یہ نہیں پتہ کہ آخری نتیجہ کیا نکلتا تھا لیکن تو جانتا ہے کہ جب میں مرا ہوں تو اندرونی طور پر بھی اور بیرونی طور پر بھی اصلاح کی کوشش کر رہا تھا۔ اس لئے خدا تعالیٰ کے نہایت اعلیٰ اور لطیف انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ اس پر رحم فرمائے اور اس کے اندھیرے مستقبل کا سوال نہ اٹھائے وہ جانتا ہے کہ اگر وہ زندہ رہتا تو کیا بن جاتا لیکن جس حالت پر موت دی ہے اس حالت کو مستقبل میں لمبا کر دے۔

یہی وہ مضمون ہے جس کو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے اس مثال میں بیان فرمایا کہ ایک بد، بد شہر سے ہجرت کر کے نیکوں کے شہر کی طرف اس نیت سے روانہ ہوا تھا کہ ان کی صحبت میں رہ کر اس کی اصلاح ہو جائے۔ ساری بدیاں اس کے جسم کے ساتھ چمٹی ہوئی تھیں رستے میں اس کو موت آجاتی ہے اور مرتا اس حالت میں ہے کہ زمین پر گھسٹتا ہوا (آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے یہ نقشہ کھینچا ہے) کہنیوں کے بل، گھٹنوں کے بل کوشش کر رہا ہے کہ کسی طرح میں اس شہر کے قریب ہو کر جان دوں۔ وہ حدیث آپ نے بارہا سنی ہے۔ کتنی عظیم اور حیرت انگیز لطیف مضمون پر مشتمل ہے۔ فرمایا: اللہ تعالیٰ اس کے حق میں فیصلہ کرے گا اور خواہ اس کی موت بدوں کے شہر کے قریب ہو خدا ایسا انتظام کرے گا کہ جب فرشتے فاصلے ناپیں (یہ ایک تمثیل ہے) تو وہ فاصلہ جو نیکوں کے شہر کی طرف ہے وہ چھوٹا کر دیا جائے گا اور جو بدوں کے شہر کی طرف ہے اُسے لمبا کر دیا جائیگا تاکہ اس شخص کی موت، نیکی کے قریب شمار ہو۔ یہ رحم کا مضمون ہے اور کوشش میں جان دینا یہ انصاف کا مضمون ہے تو انصاف کا رحم کے ساتھ بڑا گہرا تعلق ہے۔ اسی لئے میں نے آپ کو کہا کہ منصف بنیں گے تو مُصلح بنیں گے اور منصف بنیں گے تو رحم کے لائق قرار دیئے جائیں گے۔

اسی مضمون کو پھر اللہ تعالیٰ آگے بڑھا کر اور کھول کر اس کا تعلق رحم سے باندھتا ہے تو آپ، مصلح بنیں اور مصلح بننے کی کوشش میں اگر جان جاتی ہے تو کسی خوف کی ضرورت نہیں۔ اللہ بہت رحم کرنے والا ہے اللہ تعالیٰ کا اعلیٰ انصاف آپ کے لئے رحم میں تبدیل ہو جائے گا لیکن آپ کے متعلق خدا تعالیٰ نے یہ بھی ایک خبر دی ہے کہ کوشش فرض ہے اس کا نتیجہ نکلنا آپ کے اختیار میں نہیں ہیں کیونکہ نتیجہ نکلنے کا ایک تعلق

تو

اللہ تعالیٰ سے ہے اور ایک تعلق لوگوں سے ہے اور خدا کے انصاف کا تقاضا یہ ہے کہ سابق میں جن لوگوں نے کبھی بھی انکار پر ضد کی ہے ان کی زبردستی اصلاح نہیں کی۔ اس لئے کوششیں خواہ کتنی ہی مخلصانہ کیوں نہ ہوں، کتنی ہی زیادہ دعائیں اس کے ساتھ کیوں نہ ہوں لَا يَنَالُ عَهْدِي الظَّالِمِينَ کا مضمون ہمیشہ غالب رہتا ہے۔ وہ لوگ جو اپنی جان پر ظلم کرنے پر مصر ہوں ان کی تقدیر نہ کسی کی دعاؤں سے بدلتی ہے نہ اصلاحی کوششوں سے تو اس کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ لَوْ شَآءَ رَبُّكَ لَجَعَلَ النَّاسَ أُمَّةً وَّاحِدَةً۔ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا، اُسے اختیار ہے۔ قدرت ہے تو تمام بنی نوع انسان کو نیکی پر اکٹھا کر دیتا اور ایک جان بنا دیتا، ایک امت بنا دیتا۔ وَلَا يَزَالُونَ مُخْتَلِفِينَ ۝ لیکن وہ ہمیشہ اختلاف کرتے رہیں گے کیوں؟ اس لئے کہ خدا تعالیٰ زبردستی کسی کی اصلاح نہیں کرتا اور ٹیڑھے لوگ پھر اپنی کجی پر مُصر ہو جایا کرتے ہیں تو مصلحین بظاہر ناکام

ہوتے ہیں لیکن جن معنوں میں اب میں نے تفصیل بیان کی ہے فی الحقیقت وہ ناکام نہیں ہوا کرتے کیونکہ پھر وہ زمین کے وارث بنائے جاتے ہیں لَا يَزَالُوْنَ مُخْتَلِفِيْنَ ۔ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ رَبُّكَ ۔ سوائے اُن کے جن پر اللہ رحم فرمائے۔ یہاں وہی مطلوب مراد ہیں جن کے متعلق میں نے عرض کیا تھا کہ وہ رحم کے نتیجہ میں بچائے جاتے ہیں ورنہ ان کی کوششیں حقیقت میں بنیادی طور پر اتنی اہلیت نہیں رکھتیں کہ ساری دنیا کو تبدیل کر سکیں، نہ بیچاری تبدیل کر سکتی ہیں لیکن کوشش بڑی مخلصانہ ہوتی ہے۔ پھر اندرونی کمزوریاں بھی رہ جاتی ہیں۔ اگر کمزوریوں پر نظر کر کے اللہ پکڑنا چاہے تو ہم میں سے کوئی بھی بخشا نہیں جا سکتا۔ تو رحم کا انصاف سے یہ گہرا تعلق ہے۔ تم کوشش شروع کر دو۔ دیانتداری سے کوشش شروع کر دو۔ پھر جس حالت میں بھی موت آئے گی اللہ تعالیٰ تمہیں نیکوں میں شمار کر دے گا۔ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ رَبُّكَ کا یہ معنی ہے کہ سوائے ان لوگوں کے جن پر اللہ رحم فرمائے اور خدا کے رحم کا انصاف سے تعلق ہے۔ ناانصافی سے تعلق نہیں ہے۔ وَلِذٰلِكَ خَلَقَهُمْ ط اللہ نے اسی لئے پیدا کیا تھا کہ ان کے لئے مواقع مہیا کر دے کہ خدا کا رحم ان کو نصیب ہو جائے اور وہ بچائے جائیں لیکن ایسا نہیں ہوتا۔ بہت تھوڑے ہیں جو خدا تعالیٰ کے رحم کا فیض پانے والے بنتے ہیں۔ وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ۔ اور یقیناً خدا کا یہ فیصلہ اپنے کمال کو پہنچا اور رونما ہو گیا کہ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ کہ میں ضرور جہنم کو جنات یعنی بڑے لوگوں سے والناس اور عوام الناس سے بھر دوں گا۔

جو مضمون بیان ہو رہا ہے اس کی روشنی میں اس آیت کی سمجھ آ جاتی ہے ورنہ یہ آیت بہت الجھنیں پیدا کرنے والی نظر آتی ہے۔ ایک طرف اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ خدا تعالیٰ نے اس لئے زمین و آسمان کو پیدا فرمایا اور بنی نوع انسان کو پیدا فرمایا تاکہ اللہ ان پر رحم فرمائے۔ اِلَّا مَنْ رَّحِمَ رَبُّكَ ۔ ان کے سوا نہیں بچائے جاتے جن پر خدا رحم کر دیتا ہے اور فرمایا کہ وَلِذٰلِكَ خَلَقَهُمْ اس رحم کی خاطر، اس بچائے جانے کی خاطر اُن کو پیدا فرمایا ہے اور ساتھ ہی کہہ رہا ہے کہ ہم نے عہد کر لیا تھا کہ جہنم کو چھوٹوں بڑوں سے بھر دیں گے تو جب عہد کر دیا تھا تو پھر رحم کا کیا سوال باقی رہتا ہے؛ لیکن وَلِذٰلِكَ خَلَقَهُمْ اور وَتَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ لَاَمْلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ کو اکٹھا پڑھیں تو مضمون سمجھ میں آ جاتا ہے

اس سے پہلے یہ بیان ہوا ہے کہ خدا تعالیٰ زبردستی کسی کو تبدیل نہیں کرتا اور چونکہ وہ عالم الغیب ہے اس لئے وہ جانتا تھا کہ اکثر لوگ رحم سے فائدہ نہیں اٹھائیں گے۔ اکثر لوگوں کی خاطر بہت نیک بندے اپنی جان کھپا بیٹھیں گے۔ اپنی ساری طاقتیں ان کی اصلاح کے لئے صرف کر رہے ہوں گے۔ وہ آرام سے سو رہے ہوں گے تو وہ راتوں کو اٹھ کر ان کے لئے دعائیں کر رہے ہوں گے۔ وہ ان پر ظلم کر رہے ہوں گے لیکن وہ خدا تعالیٰ سے انکے لئے رحم کی بھیک مانگ رہے ہونگے یہ ساری کوششیں بتاتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انکو رحم کیلئے پیدا کیا تھا۔ خدا کی تقدیر اسکی رحمت کی تقدیر ان پاک بندوں کی صورت میں ان بدنصیب لوگوں کو بچانے کیلئے پوری کوشش کرتی ہے

دنیا کی ہر تدبیر وہ اختیار کرتے ہیں

اور عقل کے ذریعہ، دلائل کے ذریعہ تاریخی، علمی عقلی، نقلی دلائل کے ذریعہ ان پر بات خوب روشن کر دیتے ہیں اور بہت سے ایسے ہیں جو سمجھ جاتے ہیں کہ ہاں یہی سچا رستہ ہے۔ پھر ان کے لئے دعائیں کرتے ہیں پھر ان کے ساتھ ماریں کھاتے ہیں اور ان کے بچانے کے لئے کوشش کرتے ہیں۔ ان کو تکلیف پہنچتی ہے تو ان کے لئے وہ غمناک ہو جاتے ہیں اور ان کی زندگی کسی غیر کے دکھوں میں اجیرن بن جاتی ہے۔ یہ باتیں ہیں جن کے لئے خدا نے پیدا کیا تھا یعنی اپنی طرف سے خدا کی جماعت ہر کوشش کر دیتی ہے پھر فرماتا ہے اگر وہ نہیں مانیں گے تو زبردستی نہیں بچایا جائے گا۔ اگر اللہ چاہتا تو اکٹھا کر دیتا لیکن پھر کائنات کا منصوبہ بے معنی ہو جاتا ہے کہ زبردستی کسی کو بچایا جائے اور زبردستی کسی کو ہلاک کیا جائے۔ اگر ہلاکت میں زبردستی کا مضمون اطلاق نہیں پاتا تو بچانے پر بھی زبردستی کا مضمون اطلاق نہیں پائیگا۔

پس تَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ کا مطلب یہ ہے کہ خدا کی یہ بات سچی نکلی۔ یہ اس کے معنی ہیں کہ دیکھو خدا کی یہ بات سچی نکلی کہ ان بدنصیبوں نے ان کوششوں کے باوجود بھی ان سے استفادہ نہیں کرنا تھا اور ان میں سے بھاری تعداد ایسی تھی جس نے ضائع ہو جانا تھا اور ہدایت کا موقعہ پاتے ہوئے بھی ہدایت سے بدنصیب رہنا تھا لیکن اس مضمون کو سمجھنے کے بعد پھر بھی مایوسی کا کوئی سوال نہیں ہے کیونکہ حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے ذریعہ جس کثرت سے بنی نوع انسان کا بچایا جانا مقدر ہے اس سے پہلے اس کی کوئی مثال نظر نہیں آتی پس ہمیں لازماً بنی نوع انسان کو بچانے کی کوشش کرنی چاہیئے اور دعائیں کرتے رہنا چاہیئے اور پھر اس بات کو خدا پر چھوڑ دینا چاہیئے تَمَّتْ كَلِمَةُ رَبِّكَ کا مضمون تو بہرحال ظاہر ہوگا لیکن اِلَّا مَنْ رَّحِمَ رَبُّكَ کا مضمون بھی لازماً صادر ہوگا اور ظالموں کی صف لپیٹی جائے گی اور ان ظالموں کے پیچھے ان کے ایسے وارث پیدا ہوں گے جو خدا تعالیٰ کے نزدیک زندہ رہنے کی اور بنی نوع انسان کی راہنمائی کرنے کی صلاحیت رکھتے ہوں گے۔ زمین ان کے سپرد کی جائے گی اور یہ وارث آئندہ دنیا میں حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے سچے غلاموں کے سوا اور کوئی نہیں ہے۔ آپ کو خدا نے توفیق بخشی ہے کہ اس میدان کو جو خالی پڑا ہے آگے بڑھیں اور پھر یہ خدا تعالیٰ آپ کا فیض ساری دنیا میں پھیلائے اور آپ کے ذریعہ تمام دنیا کو حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کی رحمت کا وارث بنا دے۔ یہی دعائیں کرتے رہیں۔ یہی کوشش ہو۔ یہی مطلوب ہو۔ یہی مقصود زندگی ہو۔

خدا کرے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ اس کے رحم کے نتیجہ میں اس سارے مقصد کو حاصل کرنے میں کامیاب ہو جائیں۔

بقیہ صفحہ ۱ :۔ قیام ہوتا تو میں نے ان خواتین مبارکہ کے ساتھ اکٹھے ہوا کرتی تھی۔ حضور اقدس کے خلیفہ بننے کے بعد میری پہلی ملاقات آپ سے ربوہ ... تھی اور نہایت شفقت اور محبت سے مجھ سے اور میری بچیوں سے گفتگو فرمائی تھی۔ اور ہندوستان کے بارے میں مختلف سوالات کئے تھے۔ میری آپ سے دوسری مرتبہ ملاقات ۸۳ء اگست میں ربوہ میں ہوئی تھی جب میں اپنے دونوں لڑکوں کے ہمراہ پیارے بابا جی کی وفات پر گئی ہوئی تھی۔ اس وقت یہ خاتون مبارک میری والدہ صاحبہ کے پاس اظہار ہمدردی و تعزیت کے لئے تشریف لائی ہوئی تھیں۔ ابھی تک وہ گھڑی مجھے یاد ہے کس قدر محبت سے اور ایک انسانی ہمدردی کا درد دل لئے مجھے گلے سے لگایا تھا اور تسلی دی تھی۔ پیارے اباجان کا ذکر خیر فرمایا تھا اور میری حوصلہ افزائی فرمائی تھی۔ آپ کے وصال کے ساتھ ہی ساری یادیں تازہ ہو گئیں۔ آپ سے جدائی نہایت شاق گذری ہے تاہم آپکی شاندار پاکیزہ زندگی اور شاندار بخیر انجام پر غور کریں تو ایک قابل رشک منفرد مثال سامنے آتی ہے۔ پھر الٰہی بشارت، کہ تیرے کام کے ساتھ اس کا نام زندہ رہے گا، آپ کی ذات سے پوری ہوئی جبکہ آپ نے ہمیشہ ہمارے پیارے امام ایدہ اللہ کی ذمہ داریوں کا بوجھ بٹایا، ہر نیکی کے کام میں سینہ سپر رہیں اور نہایت وفا، خلوص اور صبر و ہمت کے ساتھ آپ کی بڑھتی ہوئی مصروفیات میں ایک نیک و مخلص بیوی کا رول ادا کیا آپ کی بے لوث جذبات، فرمانبرداری، ایثار و اطاعت کے جذبہ نے امام وقت کے دل پر گہرا نقش چھوڑا ہے کہ پیارے آقا نے نہایت دکھ لیکن تشکر کے ساتھ روتے روتے آپ کا ذکر فرمایا اور زبردست خراج تحسین آپ نے ہمارے آقا سے اپنی وفات کے سانحہ کے بعد حاصل کیا۔ آپ نہایت خوش قسمت اور خوش بخت ثابت ہوئیں۔ بلاشبہ آپ جنت کی حور تھیں جو جنت میں جا بسیں مولیٰ کریم آپکے مقدس شوہر اور ہمارے پیارے امام کا دین و دنیا میں حافظ و ناصر ہو۔ آپکی پیاری بچیوں کا نگہبان و محافظ ہو۔ سب کو صبر جمیل عطا فرمائے اور اس عظیم خلا کی تلافی خود کرے۔

مباحثہ خامنی (متھرا) کی حقیقت
اور
دیوبندی مولویوں کا جھوٹ

از محترم مولانا بشیر احمد صاحب خادم درویش قادیان

جماعت احمدیہ کو قائم ہوئے بفضلہ تعالیٰ ۱۰۳ سال ہو چکے ہیں۔ ہر دن جو چڑھتا ہے وہ احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی ایک نئی فتح کی نوید لے کر آتا ہے۔ سیدنا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ؐ کے روحانی فرزند جلیل مسیح موعود اور مہدی معہود کا پیغام قادیان کی گمنام بستی سے نکل کر ہندوستان اور برصغیر سے ہوتا ہوا دنیا کے ۱۲۶ ممالک میں پہنچ چکا ہے اور خدا کے فضل سے جماعت احمدیہ کو دنیا بھر میں اشاعت قرآن اور اشاعت اسلام کی توفیق مل رہی ہے اور غلبۂ اسلام ہی بھی وہ آسمانی مہم ہے جو خدا نے آج جماعت احمدیہ کے سپرد کی ہے اس عظیم الشان مہم کے انہماک میں ہم اُن تنگ نظر اور متعصب ملاؤں کی طرف کم ہی توجہ کر سکتے ہیں جو شاہراہ غلبہ اسلام پر بڑھتے ہوئے قدموں کو پیچھے گھسیٹنا چاہتے ہیں۔ یا اُن کی راہ میں کانٹے بچھانا چاہتے ہیں۔ بجز فساد فی الارض کے کوئی اور کام اُنہیں سوجھتا ہی نہیں۔ جھوٹ کی کمائی کھانا جن کا شیوہ بن چکا ہے۔ لیکن بعض دفعہ ایسے لوگوں کی طرف بھی توجہ کرنی پڑتی ہے محض اس غرض سے کہ کہیں سادہ لوح اور نیک دل عوام غلط پراپیگنڈہ سے متاثر ہو کر غلط فہمی میں مبتلا ہو سکتے ہیں۔

چنانچہ گذشتہ دنوں متھرا کے مضافات میں موضع خامنی کے تاریخی "مناظرہ میں ایک عظیم الشان فتح" کا ڈنکا دیوبندی مولویوں کی طرف سے بجایا جا رہا ہے۔ اور اس شان سے بجایا جا رہا ہے۔ پوسٹروں کے ذریعہ اور رسالوں میں مضامین کے ذریعہ اس طرح اس عظیم کامیابی کے بارہ میں عام مسلمانوں کو آگاہ کیا جا رہا ہے گویا سارا یورپ ان کی کوششوں سے مسلمان ہو گیا ہے۔ آہ کاش! کہ کبھی ایسی بھی کامیابیوں کی خوشیاں ہمارے مسلمان بھائیوں کو ان مولویوں کی طرف سے ملتیں!!! لیکن کبھی ایسی کامیابیاں ان کی طرف سے نہیں سنائی دیں گی کیونکہ ایسی کامیابیاں اب صرف اور صرف حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی غلام مسیح اور مہدی کی جماعت ہی کا مقدر بن چکی ہیں۔

قصہ "اس تاریخی مناظرہ میں فتح مبین" کا یہ ہے کہ ۱۵ اپریل میں خامنی میں ہمارے ایک معلم کے پاس دو مولوی صاحبان آئے اور بغیر دستخطوں کے ہندی زبان میں ایک رقعہ لکھ کر چھوڑ گئے کہ ہم لوگ ۱۵ تاریخ کو آئیں گے اور مرزا صاحب کی ذات پر بحث ہوگی۔ اگر مقررہ تاریخ پر قادیانی علماء نہ آئے تو ہماری جیت اور ان کی ہار سمجھیں گے۔

اب کوئی پوچھے کیا یہی مناظرہ و مباحثہ کا طریق ہوا کرتا ہے۔ کیا تبادلہ خیالات کے یہی آداب اسلام نے سکھلائے ہیں نہ مل بیٹھے۔ نہ موضوع طے کیا۔ نہ شرائط طے کیں نہ حکومت کی انتظامیہ سے اجازت حاصل کی۔ آئے اور ایک رقعہ ایک معلم کے پاس پھینک گئے اور پیشگی اپنی فتح کا اعلان سُنا گئے۔

قادیان میں جب اس معلم نے دیوبندی مولویوں کی اس حرکت کی اطلاع دی تو ہر چند کہ یہ واقعہ بالکل ہی توجہ کے لائق نہ تھا لیکن جماعت احمدیہ کا سو سالہ تجربہ یہ بتاتا ہے کہ جو لوگ محض سستی شہرت حاصل کرنے کے لیے ایسی چالیں چلتے ہیں۔ اگر نوٹس نہ لیا گیا تو مقامی احمدیوں کو پریشان کریں گے اور جھوٹی فتح کا نقارہ بجا کر اپنا دل خوش کریں گے۔ چنانچہ اس غرض سے خاکسار بشیر احمد خادم اور مولوی نسیم خان صاحب دونوں قادیان سے اس مناظرہ میں شرکت کیلئے بھجوائے گئے۔ بفضلہ تعالیٰ ہم وقت سے پہلے خامنی پہنچ گئے اور ۱۴ اپریل کو مقامی تھانہ میں جا کر S.H.O. صاحب بہادر کو احمدیت کے عقائد سے آگاہ کیا اور لٹریچر دیا۔ مناظرہ کے چیلنج پر مشتمل وہ گمنام چٹھی اُن کے سامنے رکھی کہ اس چیلنج کے مقابلہ کے لیے ہم دور دراز کا سفر کر کے آئے ہیں۔ چٹھی دیکھ کر ایس ایچ او صاحب کہنے لگے کہ اس پر تو کسی کے دستخط نہیں ہیں۔ خیر جو بھی ہو۔ ہم قطعی طور پر آپ لوگوں کو یہاں کوئی مناظرہ جلسہ وغیرہ نہیں کرنے دیں گے نقص امن کا خطرہ ہے بلکہ آپ لوگ فوراً یہاں سے واپس چلے جائیں ورنہ تمام تر ذمہ داری آپ لوگوں پر ہوگی ہم نے کہا ٹھیک ہے ہم تو حکومت اور قانون کے خلاف کوئی قدم اٹھانا پسند نہیں کرتے۔ چنانچہ جب داروغہ نے ہمیں قطعی طور پر مناظرہ کی اجازت نہ دی تو ہم تھانہ سے چل کر قریب کی جماعت اڈینگ میں جا پہنچے ابھی پہنچے ہی تھے کہ داروغہ نے اپنی کار مع ایک کانسٹیبل کے اڈینگ بھیج کر ہمیں بلوا بھیجا ہم لوگ ان کے ساتھ ہی اپنی گاڑی میں سوار ہو کر دوبارہ خامنی پہنچے جہاں تھانیدار صاحب کے پاس چند دیوبندی حضرات بھی موجود تھے۔ تھانیدار صاحب نے ہمیں بڑے احترام سے کرسیوں اور چارپائیوں پر بٹھایا پھر ہمیں اور دیوبندی حضرات کو مخاطب کر کے کہا کہ میں نے آپ دونوں فریق کو یہاں پر اس لئے بلایا ہے تاکہ میں دونوں طرف کے لوگوں پر یہ واضح کر دوں کہ کل یہاں پر مناظرہ نہیں ہوگا۔ میں امن و امان قائم نہیں رکھ سکتا اگر کل آپ لوگ مناظرہ کے لیے آئے تو میں آپ لوگوں کو گرفتار کر لوں گا۔ ہم نے داروغہ کو منانے کی بڑی کوشش کی کہ مناظرہ ہونے دیں کیونکہ ان کے چیلنج دینے پر ہم دور دراز کے علاقے سے اس قدر اخراجات کر کے یہاں آئے ہیں۔ حتیٰ کہ ہم نے بار بار دیوبندی مولوی صاحبان سے بھی کہا کہ آپ نے ہی مناظرہ کے لئے چیلنج دیا ہے اور ہم موقع پر پہنچ گئے ہیں آپ لوگ داروغہ جی سے اجازت لے لیں۔ لیکن تھانیدار صاحب قطعاً راضی نہ ہوئے۔ ہم نے تھانیدار صاحب کو یہ بھی کہہ دیا تھا کہ ایسا نہ ہو کہ آپ ہمیں تو روک دیں اور واپس بھجوا دیں اور کل کو ان لوگوں کو جلسہ کرنے کی اجازت دیدیں۔ تھانیدار نے کہا نہیں، ایسا نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ اس فیصلہ اور یقین دہانی کے بعد ہم وہاں سے روانہ ہو کر سانڈھن چلے آئے اس کے بعد وہی کچھ ہوا جس کا ہمیں خدشہ تھا۔ گویا یہ سب پہلے سے طے شدہ امور تھے جو یکے بعد دیگر ظہور پذیر ہوئے چنانچہ بعد کی اطلاع کے مطابق ۱۵ اپریل کو دیوبندی مولوی صاحبان خامنی پہنچ گئے۔ تھانیدار صاحب سے اجازت لی یا نہ لی اگر لی تو کیسے حاصل کی اور اگر نہیں لی تو پھر جلسہ کیسے ہوا۔ یہ سب باتیں بتانے کی نہیں سمجھنے سے تعلق رکھتی ہیں۔

بہر حال اپنی سوچی سمجھی سکیم کے مطابق وہاں جماعت احمدیہ اور حضرت بانی جماعت احمدیہ کے خلاف سُوقیانہ تقاریر کی گئیں اور اعلان کیا گیا کہ دیکھو قادیانی میدان مناظرہ سے بھاگ گئے اور اس طرح اپنی فتح مبین کا ڈنکا بجایا گیا۔ پھر بڑے بڑے پوسٹر اس فتح کے ثبوت میں شائع کئے گئے حتیٰ کہ دیوبند سے شائع ہونے والے رسالہ آئینہ دارالعلوم یکم تا ۱۵ مئی ۹۲ کی اشاعت کو مکمل طور پر اس مناظرہ کی دلچسپ روئداد احمدیت کی مخالفت کی نذر کیا گیا۔

اب ہماری کیا مجال کہ ایسی عظیم الشان فتوحات" کا مقابلہ کر سکیں اور ان کی کہانی اس واقعہ کی حقیقت بیان کر سکتے پھریں البتہ اس وضاحتی نوٹ کے ذریعہ انصاف پسند نیک طبع مسلمانوں کی خدمت میں اپیل کر سکتے ہیں کہ آپ ان علماء کرام کو سمجھائیں کہ ایسی سستی شہرت کے نتیجہ میں اُن کی اپنی ذات کو تو کوئی دنیاوی فائدہ پہنچ سکتا ہے لیکن اسلام اور مسلمانوں کا کچھ بھی بھلا نہ ہو سکے گا۔ جہاں تک جماعت احمدیہ کا تعلق ہے ابتداء ہی سے دلائل کے میدان میں نہایت ثبات قدم کے ساتھ کھڑی ہے اور ہمیشہ کھڑی رہے گی کیونکہ قرآن کریم کے فیصلے کے مطابق ہمارا یہی ایمان ہے کہ جو دلائل کے ساتھ زندہ ہے وہی دراصل زندہ رہنے کے لائق ہے اور جو دلائل کی رُو سے مردہ ہے وہ آج بھی مرا ہوا ہے خواہ کتنا ہی اپنی زندگی کا ڈھنڈورا پیٹتا رہے

چنانچہ دیکھ لیجئے! وفات و حیات مسیح ناصری، اجرائے نبوت اور ختم نبوت وغیرہ اہم اور بنیادی مسائل پر جماعت احمدیہ کے دلائل سے عاجز آ کر ان مسائل پر آرام سے گفتگو کرنے کی طرف یہ لوگ آتے ہی نہیں اور اب نام نہاد تحفظ ختم نبوت کے ٹھیکداروں کا ایک ہی کام رہ گیا ہے کہ حضرت مرزا صاحب کی سیرت طیبہ پر کیچڑ اچھالتے رہیں اور چیلنج کرتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب کی ذات پر بحث ہوگی اور کسی مسئلہ پر بحث نہیں ہوگی ٹھیک ہے ایسا کہنے والوں کو چاہیئے کہ پہلے یہ اعلان کر دیں کہ قرآن کریم کی تعلیم کے مطابق حضرت عیسیٰؑ کی وفات کے ہم قائل ہو چکے ہیں اور حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کے فیضان سے امتی نبوت کے

(باقی صفحہ پر)

الٰہی کس دلہن کی پالکی ہے؟؟

محترمہ فرحت الٰہ دین صاحبہ سکندرآباد

ابھی جمعۃ الوداع مورخہ ۲۸ رمضان المبارک کی صبح طلوع ہوا چاہتی تھی کہ جماعت احمدیہ عالمگیر کے کانوں نے یہ خبر سنی کہ ہمارے پیارے اور مقدس امام حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی حرم محترم حضرت بی بی آصفہ بیگم صاحبہ اپنے مولائے حقیقی کو پیاری ہوگئیں۔ افسوس صد افسوس! ایسی خبر جیسے سننے کے لئے اور ماننے کیلئے نہ کان تیار تھے نہ ہوش وحواس! آہ کیسی دلخراش خبر تھی کہ اس کے صحیح ہونے کا اعتبار ہی نہ ہوتا تھا۔ کاش یہ خبر غلط ہو! کاش ایسا نہ ہوا ہو! ابھی تک تو دل اس امید پر جیتا رہا کہ آج نہیں تو کل ہماری بیگم صاحبہ اچھی ہوجائینگی سارا رمضان آپ کی درازیٔ عمر اور کامل شفایابی وصحت یابی کی دعائیں مانگتے گذرا مگر یہ کیا؟ خدایا آج یہ کیا خبر سنی؟ کہ وہ وفات پاگئیں۔ چلی گئیں ہم سب سے ہمیشہ کے لئے منہ موڑ کر! وہ اب اس جہان میں نہیں ہیں ہے

اے موت تجھے موت ہی آئی ہوتی!

اے خدا یہ کیسا کڑا امتحان ہے جو تو نے ہم کمزور بندوں سے لیا! کیسی آزمائش ہے ہم تو ان کی اور لمبی زندگی چاہتے تھے ہم تو چاہتے تھے کہ وہ دوبارہ بھارت آئیں مگر اب تو رنج والم سے ہمارے دل چور ہوگئے ہم تو بے حد مغموم ہوگئے اور پیارے آقا کا خیال کر کے تو اور دل بھر آتا ہے۔ موت نے تو آنا ہی آنا تھا۔ کچھ دیر ٹھہر کر کیوں نہ آئی؟ ایسی بھی کیا جلدی تھی؟! اف یہ جانتے ہوئے کہ موت اٹل ہے ہم اسے تسلیم کرنے سے گریز کرتے ہیں تاوقتیکہ یہ ہماری محبوب ہستیوں کو ہم سے جدا کر کے ہمیں روتا بلکتا چھوڑ دیتی ہے اور ہم کف افسوس ملتے رہ جاتے ہیں۔ زندگی خدا تعالیٰ کا بہترین عطیہ مگر کس قدر ناپائدار اور موت ایک تلخ حقیقت! بے حد اٹل اور یقینی اور جس کے مقابلہ کے لئے انسان کس قدر بے بس ولاچار ہے سچ ہی تو ہے ؎

چل نہیں سکتی کسی کی کچھ قضا کے سامنے

ایسے وقت اگر مولے کریم سہارا نہ دے تو انسان کی کچھ پیش نہ جائے اور مولیٰ کریم کا سہارا ہی زبردست سہارا ہے ہمیشہ قائم ودائم رہنے والا قلب مضطر کی تالیف کرنے والا بس اسی پہ سنے دل تو جاں فدا کر یوں تو دسمبر کے ماہ سے ابتک لگاتار محترمہ بیگم صاحبہ کی درازیٔ عمر اور شفایابی کی دعائیں ہوتی رہیں اور جب جب سرکلرز کے ذریعہ تازہ اطلاع آپکی صحت کی بابت جماعتوں میں پہنچائی جاتی جماعت زیادہ الحاح سے زیادہ مستعدی سے دعائیں شروع کردیتی اور تشویشناک صورت حال کی اطلاع پاکر تو قدرتی طور پر دعاؤں میں زیادہ زور اور زیادہ جوش وگریہ زاری پیدا ہو جاتی۔ اللہ تعالیٰ کے حضور آپ کی عادتی زندگی دراز کرنے کی تمنا رکھنے والوں کو یہ معلوم نہ تھا کہ وہ رب رحیم آپ کو حیات جاودان بخشنے کا نوشتہ لکھ چکا تھا جبکہ نہایت مبارک ماہ کے مبارک دن کی مبارک گھڑی میں آپ کو اپنے پاس بلالیا۔ انا للّٰہ وانا الیہ راجعون

وفات کی اطلاع ملنے سے دو دن پہلے کی بات ہے کہ طبیعت سخت بے چین تھی اور سخت گھبراہٹ سی محسوس ہونے لگی ذہن بار بار حضور اقدس اور آپ کی بیگم صاحبہ کی طرف جاتا تھا اور سوچتی تھی کہ نہ معلوم اب کس حال میں میرے آقا اور آپ کی بیگم صاحبہ ہیں؟ بار خاطر ہلکا کرنے دعاؤں میں محو ہوگئی۔ مختلف نوعیت سے دعائیں کرتی رہی۔ بیگم صاحبہ کیلئے آپ کا نام لے کر دعا شروع کی تو پتہ نہیں کیوں ایک عجیب قلبی کیفیت سے دوچار ہوگئی۔ میرا دل دعا میں نہ لگا اور بار بار زبان پر انا للّٰہ کے الفاظ نکلنے لگے۔ میں نے اپنے ہوش وحواس مجتمع کیے اور سخت استغفار کی اور اپنے تئیں حضرت یونسؑ کا واقعہ یاد دلایا۔ اور سوچا کہ یہ شیطان مجھے دعا کرنے سے ورغلا رہا ہے۔ اور میں تو زندہ خدا کے زندہ معجزات پر ایمان رکھتی ہوں ایسا خدا جو لامحدود قدرتوں اور طاقتوں کا مالک ہے جو ایک تنکے میں بھی جان ڈال دیتا ہے۔ تقدیر بدل دیتا ہے اور اپنے مضطر بندوں کی دعاؤں کو قبول کرتا ہے۔ یہ میں کیا کہہ رہی ہوں؟ میں نے اپنے آپ سے سوال کیا اور استغفار کر کے پھر سے دعا میں مشغول ہوگئی۔ اسبار میری زبان پر درعدن کا یہ شعر آگیا ؎

الٰہی کس دلہن کی پالکی ہے
فرشتے آئے ہیں جس کو اٹھانے

اور میں نے سوچا کہ یہ شعر تو اس نظم کا ہے جو حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ نے حضرت سیدہ ام طاہر کی وفات پر لکھی تھی۔ کیا غضب نظم کہی میں نے دل میں سوچا مگر پھر میں تو یہاں حضور کی بیگم صاحبہ کی علالت سے فکر مند ہوکر آپ کی صحت یابی کی دعائیں کرنے بیٹھی ہوں۔ اس نظم سے ان کا کیا واسطہ؟ میں نے پھر سے استغفار کی اور اپنے پراگندہ خیالات کو سمیٹا۔ پھر سے اسی انجانے خوف نے مجھے آگھیرا۔ حضرت اقدس کے لئے تو زیادہ تر دعائیں انہماک سے ہوتی تھیں لیکن جونہی حضرت بیگم صاحبہ کے لئے دعا کرنا شروع کرتی دل ودماغ کی عجیب سی کیفیت ہوجاتی اور اس روز دعا میں دل ہی نہ لگا۔ اور یہ انجانا سا خوف دل ودماغ پر اس قدر مستولی ہوگیا اور میں اپنی توجہ اور انہماک کو یکجا نہ کرپائی دوسرے دن صبح ہی صبح یہ المناک اطلاع مل گئی جس کا ڈر تھا کہ ہماری پیاری بیگم صاحبہ اپنے مولا سے حقیقی سے جا ملیں۔

انا للّٰہ وانا الیہ راجعون

دل تڑپ اٹھا۔ پیارے امام اور آپ کی پیاری پیاری معصوم بچیوں کا تصور کر کے دل رو دیا وہ وقت کس قدر جلد بیت جاتا ہے یوں لگتا ہے ابھی کل ہی کی تو بات تھی کہ آپ خوشی خوشی اپنے مقدس شوہر اور بچیوں کے ہمراہ بھارت تشریف لائی تھیں۔ اور بیماری ہی کی حالت میں یہ سفر اختیار کیا تھا۔ مگر وہم وگمان سے نہ گذرا کہ یہ ان کا آخری سفر یادگار سے یاد کیا جائے گا۔ ہمارے پیارے امام نے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا آپ کو تندرست بنانے کے لئے ہر ممکن علاج ہر حربہ ہر تدبیر اختیار کی پھر دردِ دل سے دعائیں بھی کیں اور پیارے امام وقت جو خدا تعالیٰ کے محبوب ومقرب بندے ہیں جنہوں نے بے شمار مریضوں کے لئے شفاء وصحت اللہ تعالیٰ سے مانگی اور جن کی بے شمار دعائیں دوسروں کے حق میں پوری ہوئیں اسبار اللہ تعالیٰ کی تقدیر پر ہنسی خوشی راضی ہوگئے اور توکل کے مقام پر ہرگز آنچ نہ آنے دی۔ مرحبا خلافت احمدیہ صد مرحبا! امام وقت کے ساتھ لاکھوں مریدان باصفا کی دعائیں بھی عرش الٰہی کو چھو گئیں مگر مرضیٔ مولےٰ از ہمہ اولےٰ

پیاری بیگم صاحبہ کے ذکر خیر کے ساتھ ہی آپ کے ساتھ گذارے ہوئے نہایت مختصر پر نہایت خوشگوار لمحات کی یادیں میرے ذہن میں تازہ ہوگئیں یہ اوائل نومبر ۱۹۹۱ء کی ہی تو بات ہے کہ میری ان سے ملاقات لندن میں ہوئی۔ تقریباً ایک گھنٹہ میں ان کے پاس بیٹھی رہی۔ پتہ نہیں کیوں آپکو چھوڑ کر جانے کو دل نہیں چاہ رہا تھا۔ آپ نے نہایت محبت وشفقت سے مجھ سے باتیں کیں۔ میری بچی عزیزہ نصرت سلیمہ کی شادی کی فوٹو نہایت دلچسپی سے دیکھیں۔ فرمایا۔ یہ پہلی بچی کی شادی ہے" میں نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے عرض کی جی ہاں۔ پھر میں نے اپنی دوسری دو بچیوں کیلئے دعا کی درخواست کی۔ بڑے تپاک سے ملیں مختلف باتیں ہندوستان کے متعلق حیدرآباد کے متعلق پوچھتی رہیں کافی اشتیاق ظاہر کیا حیدرآباد آنے کے تعلق اور آپکے اس اظہار سے مجھے بہت خوشی ہوئی تھی آپ کے ساتھ بچپن کی ایک چھوٹی سی یاد وابستہ ہے کہ جب آپ اور صاحبزادی امۃ الجمیل صاحبہ کراچی تشریف لائیں اور حضرت مصلح موعودؓ کی جائے قیام "دارالصدر" میں آپ کا

اِداریہ — بقیہ صفحہ (۲)

اسی دُعا اور انکسار کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے بے شمار افضال و انعامات سے نواز رہا ہے۔ کئی مولوی، مدرسوں کے استاد اور مسجدوں کے امام قادیان آ آ کر جماعتِ احمدیہ میں شامل ہو رہے ہیں۔ اور جب سے سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہُ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہندوستان تشریف لائے ہیں یہ سلسلہ برابر جاری ہے۔ بیعتوں کی تعداد ہندوستان کے مختلف صوبوں میں بڑھتی جارہی ہے۔ ارشادِ باری تعالےٰ ہے:-

يُرِيدُونَ لِيُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللَّهُ مُتِمُّ نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ ○

(سورۃ الصّف: آیت ۹)

وہ چاہتے ہیں کہ اپنے مونہوں سے اللہ کے نور کو بجھا دیں اور اللہ اپنے نور کو پورا کرکے چھوڑے گا خواہ کافر لوگ کتنا ہی ناپسند کریں۔

ہم ان مولویوں کے بھی شکر گزار ہیں کہ اُن کے جھوٹ کے نتیجہ میں بھی لوگوں کو ہدایت ملتی ہے۔ اور اکثر ان کا جھوٹ سُن کر اور بعد میں قادیان میں اس کے خلاف دیکھ کر جماعتِ احمدیہ میں شامل ہو جاتے ہیں۔

اللہ تعالےٰ معصوم مسلم عوام کو ان مولویوں کے شر سے بچائے۔ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے عُلَمَاؤُهُمْ شَرُّ مَنْ تَحْتَ أَدِيمِ السَّمَاءِ (مشکوٰۃ۔ کتاب الفتن) کہ مسیح موعود کے زمانہ کے علماء آسمان کے نیچے جتنی بھی مخلوق ہے جس میں کیڑے مکوڑے اور درندے سب شامل ہیں ان سب سے بڑھ کر بدتر ہوں گے۔ اسی طرح فرمایا فِيهِمْ رِجَالٌ قُلُوبُهُمْ قُلُوبُ الشَّيَاطِينِ فِي جُثْمَانِ إِنْسٍ۔ (مشکوٰۃ: کتاب الفتن) کہ مسیح موعود کے زمانے میں ایسے لوگ بھی ہوں گے کہ ان کے دِل شیطانوں کے دِل ہوں گے گو جسم انسانوں کے ہوں گے۔

پس اگر اپنی زبان پر کنٹرول نہ رکھنے کے باعث ان لوگوں سے جھوٹ اور گندی گالیوں کا اخراج ہوتا ہے تو کوئی تعجب کی بات نہیں۔ لیکن ہم اُن سے امام الزمان حضرت مسیح موعود علیہ الصّلوٰۃ و السّلام کے مبارک الفاظ میں نہایت دردمندانہ کہتے ہیں ؎

یہ اگر انساں کا ہوتا کاروبار اے ناقصاں
ایسے کاذب کے لئے کافی تھا وہ پروردگار
کچھ نہ تھی حاجت تمہاری نے تمہارے مکر کی
خود مجھے نابود کرتا وہ جہاں کا شہریار

(براہین احمدیہ حصہ پنجم)

(منیر احمد خادم)

○

درخواست ہائے دُعا

● — مکرم ایس۔ آر۔ عبدالرحمٰن صاحب آف شیموگہ مبلغ ۲۵/ روپے اعانتِ بدر میں ادا کرتے ہوئے اپنے بھتیجوں عزیز ایس کے عبدالرزاق صاحب اور ایس۔ کے جاوید احمد صاحب کے امتحانات میں نمایاں کامیابی کے لئے نیز اپنی اور اپنے بھائیوں کی دینی و دنیاوی ترقیات کے لئے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔ (مقصود احمد شمسی مبلغ سلسلہ شیموگہ)

● — میری اہلیہ سیدہ طاہرہ بیگم صاحبہ عرصہ دراز سے عارضہ گنٹھیا میں مبتلا ہیں۔ چند دنوں سے بائیں پیر میں شدید تکلیف ہے۔ کامل و عاجل شفایابی کیلئے تمام بزرگوں و دوستوں کی خدمت میں عاجزانہ دُعا کی درخواست ہے۔

(سید احمد انور معلّم وقفِ جدید ورنگل)

● — مکرمہ نوشاد اختر صاحبہ بنت مکرم ماسٹر بابو حسین صاحب بھٹی جماعتِ احمدیہ چارکوٹ (راجوری) مبلغ ۱۵۹۰/ روپے مختلف مدات میں ادا کرتے ہوئے اپنی اور چھوٹے بہن بھائی کی تعلیم میں نمایاں کامیابی۔ دینی و دنیاوی ترقی۔ مقبول خدمتِ اسلام کی توفیق پانے۔ جملہ پریشانیوں کی دُوری۔ اپنے والدین و دادی جان کی صحت و تندرستی نیز جملہ عزیز و اقارب کی صحت و سلامتی کے لئے دُعا کی درخواست کرتی ہیں۔

(نذیر احمد مشتاق خادمِ سلسلہ عالیہ احمدیہ)

پیارے آقا کی آواز پر مجاہدینِ وقفِ جدید بھارت کا والہانہ لبّیک

وقفِ جدید انجمن احمدیہ بھارت کے لئے اس سے بڑھ کر خوشی اور کیا ہو سکتی ہے کہ امسال صد سالہ جلسہ سالانہ کے انتہائی مبارک اور تاریخی موقعہ پر سیّدنا حضرت اقدس امیر المومنین ایدہُ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے از راہِ شفقت مورخہ ۲۷ر دسمبر ۹۲ء بروز جمعۃ المبارک تحریکِ وقفِ جدید کے ۳۵ ویں سال کے آغاز کا اعلان احمدیت کے دائمی مرکز قادیان میں فرمایا۔ جو مجاہدینِ وقفِ جدید بھارت کے جذبۂ خلوص و ایثار میں غیر معمولی جوش و فراوانی کا باعث ہوا۔ حضورِ پُرنور نے اپنے اس انتہائی رُوح پرور اور بصیرت افروز خطبہ جمعہ میں سرزمینِ ہند کی روز افزوں تبلیغی، تعلیمی اور تربیتی ضروریات کے پیشِ نظر تحریک وقفِ جدید کی غیر معمولی ضرورت و اہمیت پر دلنشین پیرائے میں روشنی ڈالی۔ اور مخلصینِ بھارت کو اس باب میں قربانیوں کے معیار کو بہت زیادہ بلند کرنے کی تلقین فرمائی۔ جس کے بفضلہ تعالیٰ خوشکن نتائج برآمد ہو رہے ہیں۔

پیارے آقا کی آواز پر مجاہدینِ وقفِ جدید بھارت نے جس والہانہ انداز میں لبّیک کہا ہے وہ فی ذاتہٖ نظامِ خلافت کی عظمت، برکت اور احمدیت کی صداقت و حقانیت کا روشن ثبوت ہے۔ واضح رہے کہ گزشتہ سال جماعتہائے احمدیہ بھارت کے چندہ وقفِ جدید بالغان و اطفال اور غیروں میں تبلیغ کے وعدوں کی کل میزان ۶،۳۴،۲۰۳/- روپے اور مجاہدینِ وقفِ جدید کی کل تعداد ۱۴،۹۴۱ تھی۔ حضورِ پُرنور کی طرف سے سالِ نَو کے اعلان کے بعد سے اب تک دفتر وقفِ جدید کو ہندوستان کی ۲۵۶ جماعتوں میں ۱۷۱ کے نئے وعدے موصول ہو چکے ہیں۔ جن کے مطابق سالِ گزشتہ کے بالمقابل وعدوں میں بفضلہ تعالیٰ ۱۸۳۵۰۰/- روپے کا اور وقفِ جدید کے مالی جہاد میں شامل افراد میں ۱۸۳۵ کا عملاً اضافہ ہو چکا ہے۔ جبکہ باقی ماندہ ۸۵ جماعتوں اور افراد کی طرف سے ہنوز سالِ نَو کے وعدوں کا انتظار ہے۔

حسبِ ارشاد حضور انور اضافہ وعدہ جات چندہ وقفِ جدید کے ضمن میں بفضلہ تعالیٰ جماعتہائے احمدیہ ننگلی گھنو۔ ہاوڑہ۔ بجویورہ۔ دہلی۔ سانڈھن۔ بھوگاؤں۔ مین پوری۔ علی گڑھ۔ فیروز آباد۔ کروناگا پلی۔ کوچین۔ برکاری۔ متھوانہ۔ کرنال۔ تلاکور۔ جمنانگر۔ دربھنگہ۔ اروِل۔ پٹنہ۔ جمشید پور۔ موتی ہاری اور کھڑکپور کو اپنے سابقہ وعدوں میں سَو فیصد سے بھی زائد کا اور جماعتہائے احمدیہ بڈھانوں۔ شیندرہ۔ میرٹھ۔ انبیٹھ۔ بنارس۔ اُودے پورکٹیا۔ کیرولائی۔ منارگھاٹ۔ پالگھاٹ۔ آلپی۔ کالیکٹ۔ موگراں۔ پینگاڈی۔ کناّور۔ تاراکوٹ۔ کٹک۔ کیرنگ۔ حیدرآباد۔ سکندرآباد۔ بنگلور۔ شیموگہ۔ سورب۔ مرکرہ۔ بیلگام۔ لونڈہ۔ کوٹار۔ میلاپالیم۔ ٹوٹی کورین۔ بمبئی۔ رانچی۔ مظفر پور۔ بھرت پور اور گیا کو پچاس فیصد سے بھی زائد کا اضافہ کرنے کی سعادت ملی ہے۔ دیگر جماعتوں نے بھی حسبِ استطاعت اپنے وعدوں میں نمایاں اضافہ کیا ہے۔ جس کی خوشکن تفصیلی رپورٹ بغرضِ ملاحظہ و حصولِ دُعا سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہُ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمتِ اقدس میں ارسال کی جاچکی ہے۔

اللہ تعالیٰ مندرجہ بالا تمام جماعتوں کے عہدیداران، مبلّغین، معلّمین اور معاونین کی بابرکت نظامِ خلافت سے والہانہ عقیدت و محبت اور جذبۂ ایثار و وفا کو پایۂ قبولیت جگہ دے، انہیں اپنی بے پایاں رحمتوں، برکتوں اور فضلوں کا وارث کرے۔ اور باقی ماندہ جماعتوں اور افراد کو بھی اسی نہج پر اپنے جان و دِل سے محبوب اور پیارے آقا کی آواز پر والہانہ لبّیک کہنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ۔

ناظم وقفِ جدید قادیان

مباحثہ شاہی (متھرا) بقیہ صفحہ (۹)

سلسلے کو جاری سمجھتے ہیں لہذا اس کے بعد جو دیدار اسی منصب کا ہو اس کی ذات کو قرآنی معیار پر ہی پرکھنا چاہتے ہیں۔ تب مرزا صاحب کی ذات پر بھی گفتگو کے لئے تیار ہیں۔ خدا کے فضل سے مخالفین کے ایسے تمام اعتراضات کا بھی جماعت نے کافی وشافی جواب دے رکھا ہے۔ اور متعدد بار ایسی کتب شائع کی جاچکی ہیں۔ اب پھر ایسے اعتراضات کے جوابات پر مشتمل ۹ کتب کا سیٹ نظارت نشر و اشاعت قادیان نے شائع کیا ہے۔ احبابِ جماعت ان کتب کو منگوا کر بکثرت اپنے زیرِ تبلیغ دوستوں میں تقسیم کریں تاکہ ان کی غلط فہمیوں کا مناسب رنگ میں ازالہ ہو سکے۔

—:※:—

والدین اپنے کردار میں پاکیزگی پیدا کریں!

حضور ایدہُ اللہ تعالیٰ بنصرہِ العزیز نے واقفینِ نَو کے والدین کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:-
"تربیت کے مضمون میں یہ بات یاد رکھیں کہ ماں باپ جتنی چاہیں زبانی تربیت کریں اگر ان کا کردار ان کے قول کے مطابق نہیں تو بچے کمزوری کو لیں گے اور مضبوط پہلو کو چھوڑ دیں گے۔ نیز فرمایا، خدا کا خوف کرتے ہوئے، استغفار کرتے ہوئے، اِس مضمون کو خوب اچھی طرح ذہن نشین کریں اور دلنشین کریں اور اپنے کردار میں اتنی پاکیزہ تبدیلی پیدا کریں کہ آپ کی یہ پاکیزہ تبدیلی اگلی نسلوں کی اصلاح اور اُن کی رُوحانی ترقی کے لئے کھاد کا کام دے۔ اور بنیادوں کا کام دے جن پر عظیم عمارتیں تعمیر ہوں گی.... اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔" (خطبہ جمعہ فرمودہ ۸ ستمبر ۱۹۸۹ء)

تقرری ناظمین و نائب ناظمین صُوبائی مجالسِ انصار اللہ بھارت برائے سال ۹۲ء

(۵)۔ یو۔پی .... مکرم حمید اللہ صاحب نعمانی سہارنپور .... ناظم
(۶)۔ بہار .... " محمد عبدالباقی صاحب (بیرپورہ) بھاگل پور .... ناظم
(۷)۔ بنگال .... (۱) " ماسٹر مشرق علی صاحب ایم۔اے۔ کلکتہ .... ناظم
(۲) " محمد شفیق صاحب سہگل کلکتہ .... نائب ناظم
(۸)۔ اُڑیسہ .... (۱) مکرم شیخ ابراہیم صاحب کیرنگ .... ناظم
(۲) " نورالدین عالم صاحب بالیسر (ڈی ایس پی ریٹائرڈ) .... نائب ناظم
(۹)۔ کشمیر .... (۱) " مبارک احمد صاحب ظفر (ناصرآباد) .... ناظم
(۲) " میر عبدالرحمٰن صاحب یاڑی پورہ .... نائب ناظم
(۱۰)۔ بمبئی .... " عبدالقادر صاحب منیار ایڈووکیٹ بمبئی .... ناظم
(۱۱)۔ پونچھ .... " شمس الدین صاحب پونچھ .... ناظم

صدر مجلس انصار اللہ بھارت قادیان

اِنتخاب نائب صدر صفِ دوم مجلس انصار اللہ بھارت

۱۹۹۲ء تا ۱۹۹۵ء کے لئے قبل ازیں صرف صدر مجلس انصار اللہ بھارت کا انتخاب ہُوا تھا۔ نائب صدر صفِ دوم کا انتخاب نہیں ہُوا۔ اس بارہ میں حضرت امیرالمومنین ایدہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد موصول ہوا ہے کہ "اجتماع کے موقعہ پر انتخاب کروالیں۔"

تمام مجالس انصار اللہ بھارت کی اطلاع و تعمیل کے لئے تحریر ہے کہ حسبِ قواعد ضروری ہوگا کہ انتخاب کے وقت نائب صدر صفِ دوم کی عمر ۵۴ سال سے زائد نہ ہو۔ اس کے انتخاب کا طریق اور شرائط وہی ہوں گی جو صدر کے عہدہ کے انتخاب کے لئے قاعدہ نمبر ۳۹۔۴۰۔۴۲ میں درج ہیں۔ اس کارروائی کی قادیان میں تکمیل کے بعد منتخب ہونے والے امیدواران کے نام تمام مجالس میں بھجوائے جائیں گے اور سالانہ اجتماع کے موقعہ پر اس کارروائی کی انشاء اللہ تکمیل ہوگی۔ تمام عہدیداران متعلقہ واراکین سے تعاون کی قوی اُمید ہے۔

صدر مجلس انصار اللہ بھارت قادیان

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ
شریف جیولرز
اقصیٰ روڈ۔ ربوہ۔ پاکستان
پروپرائیٹر:-
حنیف احمد کامران
حاجی شریف احمد
PHONE: 04524 - 649.

خالص اور معیاری زیورات کا مرکز
الرّحیم
جیولرز
پروپرائیٹر:-
سید شوکت علی اینڈ سنز
پتہ:- خورشید کلاتھ مارکیٹ جیدری۔ نارتھ ناظم آباد۔ کراچی۔ فون:- ۶۲۹۴۴۳

QURESHI ASSOCIATES
MANUFACTURERS - EXPORTERS - IMPORTERS
HIGHLY FASHION LADIES MADE-UP.
OF 100% PURE LEATHER, SILK WITH SEQUENCES
AND SOLID BRASS NOVELTIES/GIFT ITEMS ETC.
MAILING ADDRESS } 4373/4B. MURARI LAL LANE ANSARI ROAD, NEW DELHI-110002 (INDIA)
PHONES:- 011-3263392, 011-3282643.
FAX:- 91-11-3755121 SHELKA NEW DELHI

بہترین ذکر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ اور بہترین دعا اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ہے۔ (ترمذی)
C.K.ALAVI RABWAH WOOD INDUSTRIES
MAHDI NAGAR, VANIYAMBALAM-679339 (KERALA)
TIMBER LOGS SAWN SIZE
TEAK POLES & WOODEN FURNITURE

طالبِ دعا:-
آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
۱۶- مینگو لین کلکتہ ۷۰۰۰۰۱

ارشادِ نبوی
اَکْرِمِ الشَّعْرَ
(بالوں کی عزت کر)
(منجانب)
یکے از اراکین جماعت احمدیہ بمبئی

SUPER INTERNATIONAL
PHONES:- OFF:- 6378622 RESI.- 6253389
(PLEASE CONTACT FOR IMPORT AND EXPORT GOODS OF ALL KINDS)
PLOT NO. 6. TARUN BHARAT CO-OP. SOCIETY LTD.
OLD CHAKALA, SAHAR ROAD,
(ANDHERI EAST) BOMBAY-800099

اَلَیْسَ اللّٰہُ بِکَافٍ عَبْدَہٗ
(پیشکش)
بانی پولیمرز کلکتہ۔ ۷۰۰۰۴۶
فون نمبرز:-
43-4028-5137-5206
YUBA
QUALITY FOOT WEAR

"ہماری علیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں۔"
(کشتی نوح)
NIR
Starline
NEW INDIA RUBBER WORKS (P) LTD.
CALCUTTA-700015
پیش کرتے ہیں:-
آرام دہ، مضبوط اور دیدہ زیب
ربر شیٹ۔ ہوائی چپل نیز ربر،
پلاسٹک اور کینوس کے جوتے۔